مسلسل اشاعت کے چھیالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

553
ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ
ستمبر 2011

ماہنامہ

الحق

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

اپیل — **اپیل**

قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

صدقہ جاریہ میں شامل ہوکر تاقیامت ثواب دارین حاصل کریں

جامعہ میں زیرِ تعلیم تین ہزار طلباء کی دینی تعلیم وتربیت میں حصہ لینے کیلئے چرمہائے قربانی یا انکی قیمت، صدقات وعطیات وغیرہ سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ان مہمانانِ رسول ﷺ کے سالانہ لازمی اخراجات کا تخمینہ دو کروڑ روپے سے زیادہ ہے جو اہل خیر حضرات کے عطیات، صدقات اور زکوۃ وتعاون سے پورا ہورہا ہے۔ انشاءاللہ آپ کی یہ خدمت اور نصرت آپ کیلئے صدقہ جاریہ بنے گی جو قیامت تک علم دین کی شکل میں جاری وساری رہے گی۔

فون نمبر: (0923) 630435 - 630341 -630560 **فیکس نمبر**: (0923) 630922 **ای میل ایڈریس**: editor_alhaq@yahoo.com
اکاؤنٹ نمبر: یونائیٹڈ بینک اکوڑہ خٹک 100-0001-7 (کوڈ 0283) **منتظم اعلیٰ**: جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

جامع مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی تعمیر

قال اللہ جل جلالہ :انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الاخر (سورۃ توبہ ۱۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان ہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر ایمان لائے۔

عن ابی ھریرہ ان رسول اللہ ﷺ قال احب البلاد الی اللہ تعالیٰ مساجدھا وابغض البلاد الی اللہ اسواقھا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں (مسلم)

قارئین کرام! جامعہ دارالعلوم حقانیہ جو بحمداللہ ایشیاء کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی ہے، ہزاروں طلباء اور دیگر نمازیوں کیلئے پہلے سے موجود مسجد کا دامن ناکافی ہونے کی وجہ سے عرصہ سے حقانیہ کے شایان اور ہزاروں مسلمانوں کو اس اہم عبادت کی ادائیگی کے لئے وسیع و عریض اللہ کے گھر کی تعمیر شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ انجینئرز حضرات نے مجوزہ مقام کی جگہ وغیرہ کے سروے کے بعد ایک عظیم الشان نقشہ ماڈل کی صورت میں پیش کردیا ہے جسکے مزید جزئیات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔ حضورؐ کے ارشاد کہ جس نے مسجد بنانے میں حصہ لیا اس نے اپنے لئے جنت میں اپنے لئے گھر مختص کرایا۔ تعمیری افتتاح عنقریب انشاءاللہ ہوگا۔ آپ بھی آیت کریمہ کے مطابق جو لوگ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیں گے، ان کا خاتمہ ایمان سے ہوگا میں شامل ہونے اور جنت میں اپنے لئے گھر الاٹ کرنے والوں کی فہرست میں نام درج کرنے کیلئے ''مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ'' کے تعمیر میں ابھی سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

انتظامیہ : **جامع مسجد حضرت مولانا عبدالحقؒ** جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ نوشہرہ مسجد اکاؤنٹ نمبر: 3710187-4

قرآن اکیڈمی لائبریری
28-10-2011
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

مرتب: محمد شاہد حنیف
مجلس التحقیق الاسلامی، ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور

اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۴۶ [۲۰۱۰-۱۱ء]

اِس اشاریے میں تمام مضامین کی موضوعاتی تقسیم کے بعد اِن کو ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے درج کیا گیا ہے، تا کہ موضوع کا ارتقا بھی پیشِ نظر رہے۔ اس کے ساتھ تبصرۂ کتب کو بھی متعلقہ موضوع کے تحت مقالات کے بعد لکیر لگا کر نیچے درج کیا ہے۔ جلد رکھنے والے حضرات ان صفحات کو جلد کے آغاز میں لگائیں۔

ایمانیات وعبادات

انوار الحق، مولانا	عشقِ الٰہی اور اس کے تقاضے [خطبہ جمعہ]	اکتوبر ۲۰۱۰/۲۲-۲۸
یحییٰ نعمانی، مولانا	علت القتال کیا ہے؟ کفر؟ شوکتِ کفر یا محاربہ؟ [آیاتِ جہاد کی روشنی میں]-۲	اکتوبر ۲۰۱۰/۵-۲۱
انوار الحق، مولانا	دُنیا کی محبت اور علاماتِ قیامت [خطبہ جمعہ]	جون ۲۰۱۱/۱۳-۱۸
انیس احمد مظاہری	ترغیب وآدابِ ادائیگی زکوٰۃ	جون ۲۰۱۱/۴۴-۴۷
حذیفہ وستانوی	شہرِ خیر و برکت ماہِ رمضان کی آمد آمد اور ہمارے اسلام	جون ۲۰۱۱/۱۹-۲۲
ریحان اختر	حج بیت اللہ، رُوحانی تربیت کا بہترین ذریعہ	اگست ۲۰۱۱/۴۰-۴۱
انوار الحق، مولانا	حقیقی نماز کا ایک منظر [خطبہ جمعہ]	ستمبر ۲۰۱۱/۱۶-۲۱
مختار اللہ حقانی، مولانا	شوال کے ۶ روزوں کے بارہ میں لاعلمی یا تجاہل عارفانہ	ستمبر ۲۰۱۱/۳۹-۴۵

ادارہ (مبصر)	شعب الایمان (ایمان اور اس کی اقسام) از مولانا خلیل الرحمٰن	اکتوبر ۲۰۱۰/۷۹
ادارہ (مبصر)	قربانی شریعت کے تناظر میں از تسبیح اللہ شہزاد	اکتوبر ۲۰۱۰/۸۰
ادارہ (مبصر)	حج وعمرہ کی قبولیت مگر کیسے؟ از رحمت الٰہی	فروری ۲۰۱۱/۶۴

معاشرت ومعاملات

انوار الحق، مولانا	سنتِ نبوی ﷺ کی اہمیت اور اسلامی آداب [خطبہ جمعہ/۲ اقساط]	جنوری ۲۰۱۱/۱۴-۲۱، فروری ۲۰۱۱/۶-۷
محمد اسلم ودیگر	میڈیا کے ذریعے پھیلائی جانے والی فحاشی کے خلاف مؤثر اقدام کی ضرورت [مکتوب]	فروری ۲۰۱۱/۵۸
محمد الیاس ندوی	خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد [چند ہماری معاشرتی کوتاہیاں]	فروری ۲۰۱۱/۵۵
انوار الحق، مولانا	استقلال واستقامت کی اہمیت وبرکات [خطبہ جمعہ]	مارچ ۲۰۱۱/۶-۱۲
عبدالقیوم	آج کا مسلمان [مکتوب]	مارچ ۲۰۱۱/۵۹
مصطفیٰ سباعی، شیخ	مساواتِ انسانی کی عملی تصویر [مترجم: قیصر حسین ندوی/ اسلام اور مغرب کے تناظر میں]	مارچ ۲۰۱۱/۲۳-۳۰
یزید احمد نعمانی	بے حیائی کا سیلاب اور ہمارا طرزِ عمل	مارچ ۲۰۱۱/۵۱-۵۲
انوار الحق، مولانا	استقلال واستقامت کی اہمیت وبرکات [خطبہ جمعہ]	اپریل ۲۰۱۱/۶-۱۲
ریحان اختر	حجاب سے فرانس خوف زدہ کیوں؟	اپریل ۲۰۱۱/۴۴-۴۶
انوار الحق، مولانا	اسلام کا پیغام سلامتی، سلام کے آداب وفضائل [خطبہ جمعہ]	جولائی ۲۰۱۱/۱۱-۱۷
محمد الیاس ندوی	ہمارے معاشرتی رویے	جولائی ۲۰۱۱/۴۹-۵۰
انوار الحق، مولانا	اسلامی تہذیب کی پہچان اور امتیاز [خطبہ جمعہ]	اگست ۲۰۱۱/۱۳-۱۷

ابوالحسن ندوی، مولانا	مرد وعورت کے باہمی تعلقات	ستمبر۲۰۱۱/۲۳-۲۷

ادارہ (مبصر)	ایک آنکھ والا دجال (انسانی اور دجالی تہذیب کا تصادم) از گوہر مشتاق	جون۲۰۱۱/۶۳

شعر وادب [نظمیں]

محمد ابراہیم فانی — امن وصلح آشتی [مولانا نور محمد وزیرستانی کی شہادت پر نظم]......اکتوبر۲۰۱۰/ ۷۵ ○ سراج الاسلام سراج......دسمبر۲۰۱۰/ ۲۱ ○ مولانا حکیم عبدالمغنی حقانی باچا [مرثیہ]......دسمبر۲۰۱۰/ ۶۲ ○ فکرِ ایماں فقط ہے احترامِ مصطفیٰ ﷺ......جنوری۲۰۱۱/ ۳۷ ○ اِک ستارہ ہائے عقدِ کہکشاں سے اُٹھ گیا......اپریل۲۰۱۱/ ۶۶ ○ عرش کو بھی اس تسلسل جانفزا پر ناز ہے......جون۲۰۱۱/ ۵۹ ○ یہ خوشی ہو باعثِ صدر خیر وبرکت مرحبا......جون۲۰۱۱/ ۶۰

محمد ابراہیم فانی — [نظمیں بیادِ مولانا مفتی فریدؒ] نعی الناعی بموت الفرد أفا [عربی نظم]......جولائی۲۰۱۱/ ۲۸-۲۹ ○ وائے قطعات بسنہ وفات شیخ فریدؒ......جولائی۲۰۱۱/ ۲۷ ○ وہ فرید الدھر زیب بزمِ درویشاں گئے......جولائی۲۰۱۱/ ۳۰ ○ اب جدا ہم سے غلامِ سیدِ اکرمؐ ہوا [مرثیہ]......اگست۲۰۱۱/ ۴۲ ○ فلک نالاں زمین گریاں [فارسی مرثیہ]......اگست۲۰۱۱/ ۴۳

عبدالرب	اُمتِ مسلمہ سے رُوحِ ولی اللّٰہی کا خطاب [نظم]	مارچ۲۰۱۱/۵۶-۵۸

تصویرِ وطن

اسلم بیگ، مرزا	موجودہ حالات اور ہماری سیاسی قیادت کا امتحان	دسمبر۲۰۱۰/۳۷-۳۹
راشد الحق سمیع، حافظ	امریکی دہشت گردی لاہور میں کھلی جارحیت اور ہمارے حکمرانوں...... [اداریہ]	جنوری۲۰۱۱/۱۱
راشد الحق سمیع، حافظ	شرمندہ شرمندہ تصویرِ وطن، ریمنڈ ڈیوس کی رہائی [اداریہ]	مارچ۲۰۱۱/۵
عبدالرؤف فاروقی	یہ "خیبر پختون خواہ" ہے [جماعتی دورہ کے بعد تاثرات]	مارچ۲۰۱۱/۴۸-۵۰
نعیم الحسن	امریکی تسلط سے آزادی کے لیے قوم متحد ہو جائے [انٹرویو مولانا سمیع الحق]	مارچ۲۰۱۱/۱۳-۱۶
اسلم بیگ، مرزا	ہماری قومی خودمختاری کی زبوں حالی	اپریل۲۰۱۱/ ۲۶-۲۸
فرید احمد نعمانی	پاکستان کے لیے خطرے کی گھنٹی [سانحہ ایبٹ آباد کی روشنی میں]	اپریل۲۰۱۱/ ۴۱-۴۳
اسلم بیگ، مرزا	پاکستان پر امریکی حملہ......سانحہ ایبٹ آباد	جون۲۰۱۱/ ۲۷-۳۰
جاوید، حاجی	پاکستان کے گوناگوں مسائل [مکتوب]	اگست۲۰۱۱/ ۶۰-۶۱
سمیع الحق، مولانا	پاکستان کو امریکی دھمکیوں کے پیش منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس [اداریہ]	ستمبر۲۰۱۱/۹-۱۲
سمیع الحق، مولانا	پاکستان کو درپیش خطرات اور ملک وملت کی رہنمائی کے لئے دفاع پاکستان کونسل کا قیام	ستمبر۲۰۱۱/۱۳-۱۴
سمیع الحق، مولانا	دفاع پاکستان کونسل کی پہلا آل پارٹیز کانفرنس [دعوت نامہ]	ستمبر۲۰۱۱/۱۵
محمد متین خالد	فرزندانِ اسلام و پاکستان کی حمیت کو سلام	ستمبر۲۰۱۱/۵۱-۵۳

اُمتِ مسلمہ اور عالمِ مغرب

راشد الحق سمیع، حافظ	وکی لیکس ویب سائٹ کے تہلکہ خیز انکشافات، امریکی سازش یا...... [اداریہ]	اکتوبر۲۰۱۰/۳
جاوید اختر ندوی	عالمِ اسلام کی خبریں	دسمبر۲۰۱۰/ ۵۱-۵۳
عبدالرحمٰن ملی ندوی	مفلوک الحال عوام کے عیاش حکمران اور معاشرے کی اصلاح [ڈاکٹر عمر الاشقر سے انٹرویو]	دسمبر۲۰۱۰/ ۵۴-۵۶
راشد الحق سمیع، حافظ	عالم عرب میں گونجتی بلالی اذان سے اُمیدِ سحر [اداریہ]	جنوری۲۰۱۱/ ۸-۱۰
اسلم بیگ، مرزا	انقلابِ مصر: چلے چلو کہ منزل ابھی نہیں آئی	فروری۲۰۱۱/ ۳۵-۳۷
جان پلگر	عرب ممالک میں بغاوت کی اصل وجوہ	فروری۲۰۱۱/ ۳۸-۳۹

جاوید اختر ندوی	عالمِ اسلام کی خبریں	فروری ۲۰۱۱/ ۵۶-۵۷
محمد الیاس گھمن	جب مسلمان اُٹھ کھڑے ہوں تو......! [مکتوب]	فروری ۲۰۱۱/ ۵۹-۶۰
اسلم بیگ، مرزا	عالمِ عرب میں اُٹھتے انقلابات کی اصل وجوہات	مارچ ۲۰۱۱/ ۱۹-۲۲
ظفر صادق ندوی	جاپان کا ہلاکت خیز زلزلہ آنے والی قیامت کی پیشگی اطلاع ہے	مارچ ۲۰۱۱/ ۳۱-۳۲
راشد الحق سمیع، حافظ	سانحہ ایبٹ آباد (شیخ اُسامہ بن لادنؒ کی شہادت؟؟)، قومی حمیت کا جنازہ [اداریہ]	اپریل ۲۰۱۱/ ۲-۳
ریحان اختر	حجاب سے فرانس خوف زدہ کیوں؟	اپریل ۲۰۱۱/ ۴۴-۴۶
شعیب تنولی	نام نہاد مسلمان اسلام سے دوری میں عافیت سمجھتے ہیں [مکتوب]	جولائی ۲۰۱۱/ ۵۶-۵۷
راشد الحق سمیع، حافظ	مسجد الحرام کی تاریخی توسیع، تقریبِ سنگِ بنیاد میں مولانا سمیع الحق کی شرکت [اداریہ]	اگست ۲۰۱۱/ ۲-۴
ریداحمد، مولانا	اسرائیل کی شرمناک پسپائی	ستمبر ۲۰۱۱/ ۵۴-۵۵
ادارہ (مبصر)	اُمتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی از ثاقب اکبر	اپریل ۲۰۱۱/ ۷۱

اسلام اور مغرب

حذیفہ وستانوی	فتنہ نیو ورلڈ آرڈر اور سیرت النبیؐ	اکتوبر ۲۰۱۰/ ۴۶-۵۱
محمد فہیم اختر قاسمی	قرآن اور محمدؐ کے بارے میں مستشرقین کی ہرزہ سرائیاں	اکتوبر ۲۰۱۰/ ۲۹-۴۵
محمد عیسیٰ منصوری	اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا ایجنڈا	اکتوبر ۲۰۱۰/ ۵۲-۵۷
مزمل کریم فلاحی	مغرب کی مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز تسلسل کی مثالیں	دسمبر ۲۰۱۰/ ۴۱-۴۳
راشد الحق سمیع، حافظ	مغرب میں اسلام کی بڑھتی طاقت اور امریکیوں کی توہینِ رسالتؐ کے بعد توہینِ قرآن [اداریہ]	مارچ ۲۰۱۱/ ۲
مصطفیٰ سباعی، شیخ	مساواتِ انسانی کی عملی تصویر [مترجم: قیصر حسین ندوی/ اسلام اور مغرب کے تناظر میں]	مارچ ۲۰۱۱/ ۲۳-۳۰
محمد اسلام حقانی	قاطع جدیدیت اور مغربیت [تعارف سید خالد جامعی، انچارج شعبہ تصنیف وتالیف، جامعہ کراچی]	جون ۲۰۱۱/ ۴۸-۵۳
محمد رحیم حقانی	اسلامی معاشرے میں تعلیمی و علمی اداروں کی تاریخ	ستمبر ۲۰۱۱/ ۴۶-۵۰
ادارہ (مبصر)	ایک آنکھ والا دجال (انسانی اور دجالی تہذیب کا تصادم) از گوہر مشتاق	جون ۲۰۱۱/ ۶۴

افغانستان اور امریکہ گردی

اسلم بیگ، مرزا	امریکہ اور اوبامہ کو درپیش چیلنج	اکتوبر ۲۰۱۰/ ۵۸-۶۱
شفیق الاسلام فاروقی	گوئنتانامو نام کی بدنامِ زمانہ امریکی اذیت گاہ ['الجزیرہ' کے صحافی کی رُوداد]	دسمبر ۲۰۱۰/ ۴۴-۵۰
طاہر محمود اشرفی، حافظ	طالبان اور ملا عمر کے بغیر افغانستان میں امن قائم نہیں ہو سکتا	دسمبر ۲۰۱۰/ ۴۰
عبدالرؤف فاروقی	افغان امن جرگہ کی آمد اور خونریزی کے حل کی تلاش	دسمبر ۲۰۱۰/ ۱۸-۲۰
راشد الحق سمیع، حافظ	لیبیا پر امریکہ اور نیٹو کی مشترکہ یلغار [اداریہ]	مارچ ۲۰۱۱/ ۳-۴
محمد عاصم حفیظ	امریکہ سفاکیت اور دورنگی کا علم بردار	اپریل ۲۰۱۱/ ۶۳-۶۵
راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان سے امریکی افواج کا ''انخلا'' [اداریہ]	جون ۲۰۱۱/ ۱۱
اسلم بیگ، مرزا	شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے امریکہ کا نیا تزویراتی منصوبہ	جولائی ۲۰۱۱/ ۴۷-۴۸
محمد عاصم حفیظ	امریکی ثقافتی دہشت گردی	جولائی ۲۰۱۱/ ۵۱-۵۳
مختار فاروقی	امریکی معاشرے کی حقیقی تصویر از.......... [مکتوب]	جولائی ۲۰۱۱/ ۵۸
ریداحمد نعمانی	افغانستان: امریکیوں کے لیے فولاد کا پہاڑ	اگست ۲۰۱۱/ ۵۰-۵۱

اسلم بیگ، مرزا	افغانستان میں شکست کا ملبہ پاکستان پر کیوں؟	ستمبر ۲۰۱۱/۲۸-۳۰

سیرت النبیؐ، عظمتِ رسالت اور ازواجِ مطہرات

راشد الحق سمیع، حافظ	تحفظِ ناموسِ رسالت کے قانون میں ممکنہ حکومتی ترامیم [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۱۰/۲
محمد شمیم اختر قاسمی	قرآن اور محمدؐ کے بارے میں مستشرقین کی ہرزہ سرائیاں	اکتوبر ۲۰۱۰/۲۹-۴۵
حذیفہ وستانوی	فتنہ نیو ورلڈ آرڈر اور سیرت النبیؐ	اکتوبر ۲۰۱۰/۴۶-۵۱
انوار الحق، مولانا	عظمتِ رسول ﷺ اور توہینِ رسالتؐ [خطبہ جمعہ]	دسمبر ۲۰۱۰/۱۰-۱۷
راشد الحق سمیع، حافظ	توہینِ رسالتؐ ایکٹ کے خلاف سازش،......شکست سے دوچار [اداریہ]	دسمبر ۲۰۱۰/۲-۴
رشید احمد انگوی	توہینِ رسالتؐ......پس منظر	دسمبر ۲۰۱۰/۲۶-۲۸
عبدالسلام عبدالقادر	محفلِ میلاد النبی ﷺ کی تاریخی اور شرعی حیثیت	دسمبر ۲۰۱۰/۳۲-۳۶
محمد الیاس گھمن	تحفظِ ناموسِ رسالتؐ......تمام مکاتبِ فکر کا اتحاد	دسمبر ۲۰۱۰/۲۹-۳۱
حذیفہ وستانوی	جمالِ حبیبِ کبریا ﷺ	جنوری ۲۰۱۱/۲۲-۳۶
حمد اللہ قریشی	مکتوب بسلسلہ شر انگیز مضمون ''توہینِ رسالتؐ کرنے والے کون؟''	جنوری ۲۰۱۱/۵۷-۵۸
حذیفہ وستانوی	جانور بھی گستاخیِ رسول ﷺ کو برداشت نہ کرسکا	فروری ۲۰۱۱/۱۸-۱۹
ریحان اختر	سیرتِ محمد ﷺ، غیر مسلم مفکرین کی نظر میں [خطبہ جمعہ]	فروری ۲۰۱۱/۱۴-۱۷
راشد الحق سمیع، حافظ	مغرب میں اسلام کی بڑھتی طاقت اور امریکیوں کی توہینِ رسالتؐ کے بعد توہینِ قرآن [اداریہ]	مارچ ۲۰۱۱/۲
ظفر اقبال	عہدِ رسالت ﷺ اور سائنس و ٹیکنالوجی	اپریل ۲۰۱۱/۱۳-۲۵
ادارہ (تبصرہ)	محمد ﷺ قرآن کے آئینہ میں از محمد بدر عالم	جنوری ۲۰۱۱/۶۲
محمد سمعان ندوی	ازواجِ مطہرات قرآنِ کریم کے آئینے میں	جولائی ۲۰۱۱/۳۱-۳۳

شخصیات [سوانح و خدمات اور تذکرے]

حبیب اللہ حقانی: مولانا عبدالبصیر حقانی......اکتوبر ۲۰۱۰/۷۲-۷۳، مولانا محمد ظاہر شاہ حقانی......اکتوبر ۲۰۱۰/۷۴، مولانا عبدالقیوم حقانی...... فروری ۲۰۱۱/۴۰-۵۴، مولانا عبدالحکیم اکبری حقانی......جون ۲۰۱۱/۵۴-۵۵، مولانا محمد اسعد ثانی حقانی......جون ۲۰۱۱/۵۶-۵۷، مولانا گل رحمان حقانی......جون ۲۰۱۱/۵۸، مولانا عبدالغنی حقانی......اگست ۲۰۱۱/۵۴، مولانا عبدالحلیم حقانی......اگست ۲۰۱۱/۵۶-۵۷

ابو سلمان شاہ جہان پوری	چند گھنٹے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں	اکتوبر ۲۰۱۰/۶۹-۷۱
شفیق الدین فاروقی	الحاج عنایت اللہؒ کا انتقال	اکتوبر ۲۰۱۰/۷۸
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے مخلص ڈاکٹر شیر علی خانؒ کا سانحہ ارتحال	اکتوبر ۲۰۱۰/۷۶
شفیق الدین فاروقی	مولانا لطف الرحمٰن جہانگیرویؒ کی وفات	اکتوبر ۲۰۱۰/۷۷
ادارہ	ایک علمی خاندان کا شہید عبدالرحمٰن حقانی اور غازی عبدالحق حقانی	دسمبر ۲۰۱۰/۵۷-۵۹
ادارہ	دیوبند مولانا مرغوب الرحمٰنؒ کی دارالعلوم حقانیہ میں آمد اور تاثرات [یادِ ماضی]	دسمبر ۲۰۱۰/۸-۹
راشد الحق سمیع، حافظ	ایک علمی شخصیت اور عہد کی رخصتی......سراج الاسلام سراج [اداریہ]	دسمبر ۲۰۱۰/۶
راشد الحق سمیع، حافظ	مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا مرغوب الرحمٰنؒ کی جدائی [اداریہ]	دسمبر ۲۰۱۰/۵
سکندر خان	اکوڑہ خٹک کی ایک صاحبِ کمال کی علمی شخصیت سراج الاسلام سراج	دسمبر ۲۰۱۰/۲۲-۲۵
سمیع الحق، مولانا	تعزیتی مکتوب [بر وفات مولانا مرغوب الرحمٰنؒ]	دسمبر ۲۰۱۰/۷

ارشد مدنی، سیّد	برصغیر میں دینی نظام تعلیم کے مجدد مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور خلافتِ عثمانیہ؛ ترکی -۱	جنوری ۲۰۱۱/ ۳۸-۴۷
راشد الحق سمیع، حافظ	جہادِ افغانستان سے وابستہ عظیم مجاہد کرنل امامؒ کی شہادت [اداریہ]	جنوری ۲۰۱۱/ ۱۲
راشد الحق سمیع، حافظ	معروف نعت گو شاعر اور ادیب مظفر وارثیؒ کی وفات [اداریہ]	جنوری ۲۰۱۱/ ۱۳
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا عبدالرحمٰنؒ اشرفی کی رحلت [اداریہ]	جنوری ۲۰۱۱/ ۱۲
شفیق الدین فاروقی	مولانا فضلِ مولیٰؒ کی وفات	جنوری ۲۰۱۱/ ۵۹
محمد عدنان زیب	حضرت مولانا سمیع الحق کا موجودہ حالات پر تازہ ترین انٹرویو	جنوری ۲۰۱۱/ ۴۸-۵۵
ارشد مدنی، سیّد	برصغیر میں دینی نظام تعلیم کے مجدد مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور خلافتِ عثمانیہ؛ ترکی -۲	فروری ۲۰۱۱/ ۲۰-۳۰
شفیق الدین فاروقی	مولانا مفتی غلام الرحمٰن کے والدِ گرامی مولانا شمس الرحمٰنؒ کی رحلت	فروری ۲۰۱۱/ ۶۲
عبدالرحیم ندوی	صلہ ابن اشیمؒ، ایک جلیل القدر تابعی	فروری ۲۰۱۱/ ۳۱-۳۴
شفیق الدین فاروقی	دارالعلوم کے قدیم فاضل مولانا افتخار الحق کے بھائی کی وفات	مارچ ۲۰۱۱/ ۶۳
فیاض الرحمٰن	والدِ گرامی عزیز الرحمٰنؒ کی وفات اور اُن کی حضرت مولانا عبدالحقؒ سے عقیدت	مارچ ۲۰۱۱/ ۶۱
راشد الحق سمیع، حافظ	سانحہ ایبٹ آباد (شیخ اُسامہ بن لادنؒ کی شہادت؟؟)، قومی حمیت کا جنازہ [اداریہ]	اپریل ۲۰۱۱/ ۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	فاضلِ دیوبند مولانا عبدالحنانؒ کی رحلت [اداریہ]	اپریل ۲۰۱۱/ ۴-۵
شفیق الدین فاروقی	مولانا مفتی شمس الدینؒ کی وفات	اپریل ۲۰۱۱/ ۶۸
عرفان الحق حقانی	یادگارِ اسلام مولانا عبدالحنان جہانگیرویؒ کی یادیں اور باتیں	اپریل ۲۰۱۱/ ۲۹-۴۰
حبیب الرحمٰن اعظمی	عظیم مفتی و مصنف مولانا ظفیر الدین مفتاحیؒ کا سانحہ ارتحال	جون ۲۰۱۱/ ۳۷-۳۹
راشد الحق سمیع، حافظ	دارالعلوم دیوبند کے مفتی ظفیر الدین مفتاحیؒ کی وفات [اداریہ]	جون ۲۰۱۱/ ۱۲
راشد الحق سمیع، حافظ	ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری کے بیٹے ڈاکٹر شاہد حسین خانؒ کی وفات [اداریہ]	جون ۲۰۱۱/ ۱۲
محمد ابراہیم خلیل	ایک مہاجر فی سبیل اللہ (مولانا محمد خلیلؒ) کی حیات و خدمات	جون ۲۰۱۱/ ۴۰-۴۳
ندا اسلام حقانی	قاطع جدیدیت اور مغربیت [تعارف سیّد خالد جامعی، انچارج شعبہ تصنیف و تالیف، جامعہ کراچی]	جون ۲۰۱۱/ ۴۸-۵۳
محمد امیر	مجالس شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ [۲/ اقساط] جون ۲۰۱۱/ ۳۱-۳۴،	جولائی ۲۰۱۱/ ۳۴-۳۴
محمد قیصر حسین ندوی	امام زُہد حضرت بشر حافیؒ: شائقینِ علم کے لیے ایک مثالی نمونہ	جون ۲۰۱۱/ ۳۵-۳۶
احتشام اللہ جان	وفاتِ شیخ مفتی محمد فریدؒ [مکتوب]	جولائی ۲۰۱۱/ ۵۵
راشد الحق سمیع، حافظ	شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فریدؒ کی جدائی [اداریہ]	جولائی ۲۰۱۱/ ۲-
سمیع الحق، مولانا	موت العالِم، موت العالَم [خطاب بروفاتِ مولانا مفتی محمد فریدؒ]	جولائی ۲۰۱۱/ ۸-۱۰
شیر علی شاہ، مولانا	حضرت مولانا مفتی محمد فریدؒ کی معیت میں سفرِ حج کی سعادت	جولائی ۲۰۱۱/ ۱۸-۱۹
محمد ابراہیم فانی	شیخ المشائخ مفتی اعظم علامہ محمد فریدؒ [خطاب]	جولائی ۲۰۱۱/ ۲۰-۲۷
ابو معاویہ لاجوری	آہ! وہ اُستاد العلماء بھی نہ رہا [مفتی محمد فریدؒ]	اگست ۲۰۱۱/ ۱۸-۲۰
محمد انور مسرور	موت العالِم، موت العالَم [وفاتِ مولانا مفتی محمد فریدؒ]	اگست ۲۰۱۱/ ۵۲-۵۳
محمد ابراہیم فانی	بیادِ مفتی اعظمؒ قِران السعدین	ستمبر ۲۰۱۱/ ۳۶-۳۸
ادارہ (مبصر)	نقدِ فراہی از محمد رضی الاسلام ندوی	جنوری ۲۰۱۱/ ۶۲
ادارہ (مبصر)	مقالات و مکاتیب شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد ملتانی [مرتب: حبیب اللہ حقانی]	مارچ ۲۰۱۱/ ۶۴
ادارہ (مبصر)	پٹھانوں کے شاہ ولی اللہ (مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ) از راشد علی زئی	اپریل ۲۰۱۱/ ۷۰
ادارہ (مبصر)	علماءِ مظاہر العلوم سہارنپور و انجازاتھم العلمیہ والتالیفیہ از محمد شاہد سہارنپوری	جنوری ۲۰۱۱/ ۶۱

☆☆☆ شخصیات کے حوالے سے قطعات، نظمیں وغیرہ کے لیے دیکھیے شعر و اَدب

راشد الحق سمیع، حافظ — نانی جان کا سانحہ ارتحال [اداریہ] — اکتوبر ۲۰۱۰/۴

مشاہیر (مکتوبات) بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

سمیع الحق، مولانا — مشاہیر (مکتوبات) بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ ومولانا سمیع الحق کی اشاعت [اداریہ] — جون ۲۰۱۱/۲-۳

راشد الحق سمیع، حافظ — مشاہیر (مکتوبات) بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ...... کا پیش لفظ — جون ۲۰۱۱/۴-۱۰

محمد تقی عثمانی، مولانا — مشاہیر (مکتوبات) بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق [تاثرات] — جولائی ۲۰۱۱/۶-۷

محمد زرولی خان — مجموعۂ مکاتیبِ مشاہیر [مکتوب] — اگست ۲۰۱۱/۵۸-۵۹

اشرف علی خان — مجموعۂ مکاتیبِ مشاہیر [مکتوب] — اگست ۲۰۱۱/۵۹-۶۰

حسین احمد — مجموعۂ مکاتیبِ مشاہیر [مکتوب] — اگست ۲۰۱۱/۶۰

فیوض الرحمٰن، قاری۔ غلام الرحمٰن، مولانا۔ محمد عبدالمعبود، مولانا۔ محمد وہاب منگلوری۔ مجموعۂ مکاتیبِ مشاہیر [مکتوب] ستمبر ۲۰۱۱/۵۶-۶۰

دارالعلوم کے شب و روز [و دیگر سرگرمیاں]

شفیق الدین فاروقی — مولانا سمیع الحق کی صحت...... اکتوبر ۲۰۱۰/۷۶ ○ مولانا سمیع الحق، ڈاکٹر شیر علی شاہ، حافظ راشد الحق و دیگر اساتذہ کا سفر حج...... اکتوبر ۲۰۱۰/۷۶ ○ تحریک تحفظِ ناموسِ رسالتؐ اور مولانا سمیع الحق کی سرگرمیاں...... دسمبر ۲۰۱۰/۶۱ ○ مولانا سمیع الحق سے افغان امن کونسل اور اقوام متحدہ کے نمائندوں کی ملاقاتیں...... دسمبر ۲۰۱۰/۶۰ ○ بی بی سی کے صحافیوں کی دارالعلوم آمد...... جنوری ۲۰۱۱/۵۹ ○ تحریک تحفظِ ناموسِ رسالتؐ کے سلسلے میں مولانا سمیع الحق کی سرگرمیاں...... جنوری ۲۰۱۱/۵۹ ○ بی بی سی کے صحافیوں کی آمد اور مولانا سمیع الحق سے انٹرویو...... فروری ۲۰۱۱/۶۱ ○ دارالعلوم کے وسطانی امتحانات...... فروری ۲۰۱۱/۶۱ ○ مولانا سمیع الحق کی مصروفیات...... فروری ۲۰۱۱/۶۱ ○ پشاور میں مولانا سمیع الحق کی قیادت میں امن ریلی...... مارچ ۲۰۱۱/۶۲ ○ دارالعلوم میں پانچ ماہی امتحانات و نتائج...... اپریل ۲۰۱۱/۶۷ ○ مردان میں مولانا سمیع الحق کی قیادت میں امن ریلی...... اپریل ۲۰۱۱/۶۹ ○ مولانا سمیع الحق و اساتذہ کا دورہ اُمہ چلڈرن اکیڈمی...... اپریل ۲۰۱۱/۶۸ ○ جامعہ اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی کی نوشہرہ کے متاثرین سیلاب کے لیے خدمات...... جون ۲۰۱۱/۶۲ ○ دارالعلوم اور وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات...... جون ۲۰۱۱/۶۲ ○ دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال ۳۳-۱۴۳۲ھ (۱۲-۲۰۱۱ء) کے داخلوں کا شیڈول...... جون ۲۰۱۱/۶۳ ○ دارالعلوم میں جلسہ دستار بندی و تقریبِ ختم بخاری...... جون ۲۰۱۱/۶۱ ○ مجلسِ شوریٰ کا اہم اجلاس...... جون ۲۰۱۱/۶۱ ○ دارالعلوم میں سالانہ تعطیلات...... جولائی ۲۰۱۱/۶۱ ○ متعلقینِ دارالعلوم کو صدمات...... جولائی ۲۰۱۱/۶۱ ○ دارالعلوم کے احاطہ بخاریؒ کی تعمیر...... جولائی ۲۰۱۱/۶۲ ○ مختلف صحافیوں کی آمد...... جولائی ۲۰۱۱/۶۲ ○ مولانا سمیع الحق کی اختتامی بخاری مجالس میں شرکت...... جولائی ۲۰۱۱/۶۲ ○ دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز اور افتتاحی تقریب...... اگست ۲۰۱۱/۵۲ ○ مولانا انوار الحق کی مصروفیات...... اگست ۲۰۱۱/۶۳ ○ مولانا سمیع الحق کی مسجد حرام کے توسیعی منصوبے کی تقریب میں شرکت...... اگست ۲۰۱۱/۶۲ ○ آل پارٹیز کانفرنس میں مولانا سمیع الحق کی شرکت۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس۔ دارالعلوم کے مخلصین اور اہم فضلاء کی جدائی...................... ستمبر ۲۰۱۱/۶۱

راشد الحق سمیع، حافظ — دارالعلوم حقانیہ کی نئی جامع مسجد کا تاریخی تعمیری منصوبہ [اداریہ] — جولائی ۲۰۱۱/۲-۵

ادارہ — مولانا سمیع الحق کے نام مسجد الحرام کی توسیعی تقریب کے دعوت نامے، عکس [اداریہ] — اگست ۲۰۱۱/۵-

حبیب اللہ حقانی — دارالعلوم میں نئے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب — اگست ۲۰۱۱/۶-۱۲

راشد الحق سمیع، حافظ — مسجد الحرام کی تاریخی توسیع، تقریبِ سنگِ بنیاد میں مولانا سمیع الحق کی شرکت [اداریہ] — اگست ۲۰۱۱/۲-۴

اشاریے

راشد الحق سمیع، حافظ — اظہار تشکر [مجلہ الحق کے اشاریہ کی اشاعت/اداریہ] — فروری ۲۰۱۱/۴-۵

سمیع الحق، مولانا	مجلہ الحق کی پینتالیس سالہ اشاریہ کی اشاعت [اداریہ]	فروری ۲۰۱۱/۲-۳
عبدالرشید عراقی	ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک کا اشاریہ: ایک عظیم علمی، اَدبی، تاریخی اور تحقیقی کارنامہ	اپریل ۲۰۱۱/۶۱-۶۲

ادارہ (مبصر)	اشاریہ ماہنامہ القاسم نوشہرہ [مرتب: محمد شاہد حنیف]	فروری ۲۰۱۱/۶۳

متفرقات

عبدالمتین، مفتی	اورنگزیب عالم گیر اور غیر مسلم مؤرخین کا متعصبانہ سلوک [ہندو مذہب کی حقیقت]	اکتوبر ۲۰۱۰/۶۲-۶۸
سمیع الحق، مولانا	دیوبند اور دیوبندیت کیا تھی اور اب ہم؟...... کرنے کے کام [اداریہ]	جنوری ۲۰۱۱/۲-۷
ادارہ	اولیاء اللہ کا خوف	جنوری ۲۰۱۱/۵۶
عبدالماجد دریابادیؒ	کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا	مارچ ۲۰۱۱/۱۷-۱۸
حذیفہ وستانوی	بلند ہمتی فلاح و کامرانی کی خشت اوّل [تاریخِ اسلام کے درخشندہ واقعات]	مارچ ۲۰۱۱/۳۳-۴۱
محمد یعقوب	قادیانیت...... حقائق و تجزیہ	مارچ ۲۰۱۱/۴۲-۴۷
ک۔ص اصلاحی	علمی، دینی اور تحقیقی دُنیا کی اہم سرگرمیاں	مارچ ۲۰۱۱/۵۳-۵۵
مسعود احمد	اختلاف رائے کیوں؟ [مکتوب]	مارچ ۲۰۱۱/۶۰
ساجد احمد صدری	اسلام کے نئے ترجمانوں [اور دانشوروں] کا طرز و انداز اور فہمِ دین کا صحیح رُخ	اپریل ۲۰۱۱/۴۷-۵۷
ظفر اقبال	عہدِ رسالت ﷺ اور سائنس و ٹیکنالوجی	اپریل ۲۰۱۱/۱۳-۲۵
عدنان زیب	تحریکِ انصاف کے سربراہ عمران خان کی آمد اور خطاب	اپریل ۲۰۱۱/۵۸-۶۰
شاہ ولی اللہؒ، امام	مختلف جماعتوں سے خطابات	جون ۲۰۱۱/۲۳-۲۶
فیوض الرحمٰن، قاری	مکتوب	جولائی ۲۰۱۱/۵۴-۵۵
ک۔ص اصلاحی	علمی، دینی اور تحقیقی دُنیا کی اہم سرگرمیاں	جولائی ۲۰۱۱/۵۹-۶۰
محمد عبداللہ قاسمی	دارالعلوم دیوبند کی تقدیس اور ترقی و تنزل کا مدار	جولائی ۲۰۱۱/۴۵-۴۶
محمد الیاس ندوی	بحیرہ عرب سے بحر احمر تک [سفرنامہ]	اگست ۲۰۱۱/۲۱-۳۹
محمد متین خالد	۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء...... پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو شکست	اگست ۲۰۱۱/۴۴-۴۹

ادارہ (مبصر)	رسائلِ اعظمی (مجموعہ مقالات) از حبیب الرحمٰن اعظمی [مرتب: محمد رفیق زمزمی]	اکتوبر ۲۰۱۰/۷۹
ادارہ (مبصر)	۳۶۵ کہانیاں' حصہ اوّل [مرتبین: احباب بیت العلم ٹرسٹ]	اکتوبر ۲۰۱۰/۷۹
ادارہ (مبصر)	اکلوتا فرزند ذبیح الحق یا اسمٰعیلؑ از احسان الرحمٰن غوری	دسمبر ۲۰۱۰/۶۳
ادارہ (مبصر)	الجهد النجیح لحل مانی مشکوٰۃ المصابیح، افادات مولانا مغفور اللہ [مرتب: فضل غفور]	دسمبر ۲۰۱۰/۶۳، جنوری ۲۰۱۱/۶۰
ادارہ (مبصر)	الهادی الی حل السراجی (اُردو شرح سراجی) از مفتی محمد سردار ولی	مارچ ۲۰۱۱/۲۲
ادارہ (مبصر)	سہ ماہی الزیتون مردان [مدیر: حبیب اللہ حقانی]	مارچ ۲۰۱۱/۶۴
ادارہ (مبصر)	تحفۃ الائمہ (ائمہ کرام کے حقوق و فرائض) از محمد حنیف عبدالمجید	جون ۲۰۱۱/۶۴
ادارہ (مبصر)	موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں از گوہر مشتاق	جولائی ۲۰۱۱/۶۴
ادارہ (مبصر)	قرآن میں کیا ہے؟ از ابن غوری	جولائی ۲۰۱۱/۶۳
ادارہ (مبصر)	رجوع الی اللہ اور قرآن حکیم از معین الدین احمد	اگست ۲۰۱۱/۶۳
ادارہ (مبصر)	عقد الفرائد البهية فی جمع القواعد الفقهية از مفتی وہاب منگلوری حقانی	اگست ۲۰۱۱/۶۴
ادارہ (مبصر)	التبیان فی الربط بین سور القرآن از مولانا محمد رئیس	ستمبر ۲۰۱۱/۶۲
ادارہ (مبصر)	تحفۃ القاری بحل مانی صحیح البخاری (جلد۲) از مؤلف مولانا محمد یوسف مدنی	ستمبر ۲۰۱۱/۶۲

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ آلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر ---- 46
شمارہ نمبر --- 12
ذیقعدہ --- ۱۴۳۲ھ
ستمبر --- ۲۰۱۱ء

ماھنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی
ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز ● پاکستان کو امریکی دھمکیوں کے پیش نظر آل پارٹیز کانفرنس میں مولانا سمیع الحق کا خطاب ۹
پاکستان کو درپیش خطرات، ملک وملت کی رہنمائی کیلئے "دفاع پاکستان کونسل" کا قیام......ادارہ ۱۳
● دفاع پاکستان کونسل کا پہلا آل پارٹیز اجلاس کا مولانا مدظلہ کا بھیجا گیا دعوت نامہ ۱۵
● حقیقی نماز کا ایک منظر......حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۱۶
● مرد عورت کے باہمی تعلقات......حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ ۲۳
● افغانستان میں شکست کا ملبہ پاکستان پر کیوں؟......جناب مرزا اسلم بیگ ۲۸
● بیاد مفتی اعظمؒ قران السعدین......مولانا محمد ابراہیم فانی ۳۱
● شوال کے ۶ روزوں کے بارہ میں لاعلمی یا تجاہل عارفانہ......مولانا مفتی مختار اللہ حقانی ۳۹
● اسلامی معاشرے میں تعلیمی وعلمی اداروں کی تاریخ......مولانا محمد رحیم حقانی ۴۶
● فرزندان اسلام و پاکستان کی حمیت کو سلام......جناب محمد متین خالد ۵۱
● اسرائیل کی شرمناک پسپائی......مولانا رید احمد نعمانی ۵۴
● افکار وتاثرات بنام مدیر (مجموعہ مکاتیب مشاہیر۔ قدرشناسوں کی نظر میں)
(بریگیڈیئر قاری فیوض الرحمٰنؒ، مولانا مفتی غلام الرحمٰن، مولانا محمد عبدالمعبود، مولانا محمد وہاب منگلوری)......ادارہ ۵۶
● دار العلوم کے شب وروز......ادارہ ۶۱
● تعارف تبصرہ کتب......ادارہ ۶۲

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com Fax(0923)630922
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقشِ آغاز

پاکستان کو امریکی دھمکیوں کے پیش نظر منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس میں مولانا سمیع الحق کے خطاب کے اہم نکات

پاکستان کو حالیہ امریکی دھمکیوں اور بالخصوص حقانی نیٹ ورک کی آڑ میں الزامات کے بعد حکومت نے ملک کی تمام اہم سیاسی اور دینی پارٹیوں کی اے پی سی ۲۹ رستمبر ۲۰۱۱ء کو وزیر اعظم ہاؤس اسلام آباد میں بلائی۔ اس تاریخی اجلاس میں قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بھی شرکت کی اور اجلاس میں وقت کے محدود ہونے کے باوجود موثر خطاب فرمایا۔ اس اہم خطاب کے چند نکات کو موضوع کی حساسیت کے پیش نظر ادارتی صفحات میں شامل کیا جارہا ہے۔............ (مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (الآیۃ)

- جناب محترم وزیر اعظم پاکستان عالی مرتبت سیاسی زعماء اور معزز عسکری قائدین!

یہ ایک اہم اجتماع ہے اور اس پر پوری قوم کی نظریں، دھڑکتے دلوں کے ساتھ لگی ہوئی ہیں کہ ہمارے رہنما اس عظیم غلامی کی دلدل سے ہمیں کیسے نکالیں گے؟ جناب وزیر اعظم حکومت اس موقع کو اپنے لئے غنیمت سمجھ کر اس سنہری اتفاق سے فائدہ اٹھائے کہ بہت سے زعماء اور سیاسی جماعتیں اپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے آپ کے ساتھ مل بیٹھنے کے لئے تیار نہیں تھیں مگر ایک عظیم قومی چیلنج سے آپ اور ان کے درمیان خلیج پاٹنے کی صورت نکل آئی۔ اب اگر اس موقع کو بھی ضائع کر کے قوم کی امنگوں کی ترجمانی آج نہ کی گئی تو یہ خلیج آئندہ اور وسیع ہو کر نفرت اور انتشار میں اضافہ کا باعث ہوگی۔

- حضرات گرامی! اب تک اکثر رہنماؤں نے ملک کے انتہائی پریشان کن صورتحال پر روشنی ڈالی۔

کسی نے بلوچستان کی شورشوں کے اضافہ کا رونا رویا، کسی نے کراچی کے حالات پر واویلا کیا، کسی نے سوات، باجوڑ، قبائلی علاقوں کی تباہی و بربادی کا ذکر کیا اور کسی نے اورکزئی ایجنسی کی بدامنی اور قتل و غارت گری کا ذکر کیا۔ ہمارے محترم جناب محمود خان اچکزئی، جناب میاں نواز شریف اور جناب منیر اورکزئی وغیرہ نے امراض میں اضافے اور شدت پر سیر حاصل گفتگو اور احتجاج کیا۔ ملک کا ایک بھیانک نقشہ سامنے لایا گیا ہے جبکہ ان سب باتوں سے کسی کو انکار نہیں اور ملک کی

ابتری کا یہ نقشہ سب کے سامنے ہے تو یہ مریض کی بیماریوں کا حال جو سب کو معلوم ہے یہاں تو ہم اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ جان بلب مریض کی اس مرض کے وجوہات کی نشاندہی کریں کہ اس حالت تک ہمیں کس نے پہنچایا؟ پورا گھر ڈینگی بخار میں مبتلا ہو قریب المرگ ہو تو لوگ ڈینگی مچھر سے بچنے اور اس کے مارنے کے درپے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ مچھر تو آزادی سے گھر میں اڑتا اور بھنبھناتا پھرے اور مریض بچ جائے؟

تو آج سارا وقت اس اہم نکتہ پر غور کرنے کا ہے ورنہ اس کانفرنس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

- ۱۱ ستمبر کے بعد ملک کے اہم سیاسی زعماء کو اس وقت کے صدر جنرل پرویز مشرف نے بلایا اور ان کی رائے لی تو ہم جیسے کچھ لوگوں نے کھل کر یہ سارے خدشات اور خطرات اس کے سامنے رکھے مگر وہ اپنے فیصلہ پر بضد تھا اور ملک امریکہ کی جھولی وغلامی میں ڈال دیا گیا۔ وہ ان خدشات اور خطرات کو جو ہم نے اُن کے سامنے اُس وقت بیان کئے تھے جو آج حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے، مشرف تسلیم کرنے پر تیار ہی نہیں تھا۔ نتیجتاً پاکستان نے سب کچھ لٹا بھی دیا اور ملک کی سالمیت کو بھی داؤ پر لگا دیا۔

- اُس سے قبل روس نے افغانستان پر یلغار کی تو افغانستان اور پاکستان نے مل کر ایک طویل جنگ لڑی۔ اور لاکھوں لوگوں نے قربانیاں دیں اور لاکھوں مفلوج واپاہج ہوئے۔ آج بھی لوگ ملک بدر ہو کر دنیا بھر میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں، مگر ہمارا ایمان تھا کہ یہ قربانیاں رنگ لائیں گی اور وہ رنگ لائیں۔ اس جنگ کو اب بتیسواں سال پورا ہونے کو ہے، یہ معرکتہ ام المعارک اور معرکتہ المعارک ہے ایک سپر پاور سوویت یونین کو نیست ونابود کر دینے کے بعد اب دوسرا واحد سپر پاور شکست کھا کر فرار کے راستے ڈھونڈ رہا ہے۔

اس عظیم قربانی کے نتیجہ میں کیا ہوا۔ میں پچھلے پانچ چھ سال سینٹ کی خارجہ کمیٹی کا رکن رہا اور ایک رکن کمیٹی کے طور پر ہم نے تقریباً پورے دنیا کے دورے کئے، جرمن بلجیئم برطانیہ، جنوبی کوریا، ویتنام، مغربی ممالک، سنٹرل ایشیاء وغیرہ کی اعلیٰ قیادتوں، پارلیمنٹوں، حکمرانوں، جرنیلوں سے میں نے اس موضوع پر دوٹوک باتیں کیں اور ان سے کہا کہ

(۱) ہماری قربانی کے نتیجہ میں سوویت یونین نیست ونابود ہوا۔

(۲) سنٹرل ایشیا کی دس گیارہ ریاستیں آزاد ہوئیں۔

(۳) مشرقی یورپ کیمونزم کے چنگل سے نکل گیا، کئی ریاستیں آزاد ہوئیں۔

(۴) مشرقی اور مغربی برلن کے درمیان حائل دیوار ٹوٹ گئی۔

(۵) دنیا بھر کے محکوم اور مظلوم عوام کو جدوجہد کے راستے کھلے۔

(۶) سب سے بڑھ کر یہ کہ امریکہ دنیا کا واحد سپر پاور بنا یہ اس جہاد کے پھل اور ثمرات تھے، جو غیروں نے کھائے، یہ پھول انہوں نے چنے۔ مگر جس ملک کا اس میں سب سے بڑا حصہ تھا سارے کانٹے اور سارا ملبہ اس پر ڈال دیا گیا۔ اور

آج پاکستان کو دہشتگردی کا تمغہ دے کر اسے تباہ و برباد کیا جارہا ہے اور اس جنگ کے نام پر ہمارے پینتیس ہزار سے زائد بے گناہ عوام اور فوجی جوان اس آگ کی نذر کردیئے گئے۔ حالانکہ یہ جنگ ہرگز ہماری نہیں تھی بلکہ غیروں کی تھی مگر اس سے قبل جب روس کے خلاف جہاد میں پندرہ بیس لاکھ افراد شہید ہوئے' وہ حقیقت میں ہماری اپنی جنگ تھی' آزادی کی جنگ تھی اور آج کی جنگ غیروں کو ہمیں پھر غلامی کا موقع دینے کی جنگ ہے۔

● معزز حضرات! آج امریکہ و نیٹو حقانی نیٹ ورک کے نام پر ایک طوفان اٹھارہے ہیں۔ گویا حقانی گروپ اچانک آسمان سے اتر آیا ہے یا غاروں سے نکل کر نمودار ہوگیا ہے اور اس سے پہلے اس کا کوئی وجود نہیں تھا جبکہ حقیقت یہی ہے کہ اسی گروپ کے رہنما اور لیڈر مولانا جلال الدین حقانی اور ان کے ساتھی افغانستان پر ۱۹۷۹ء میں روسی یلغار کے فوراً بعد روس کے خلاف میدان میں اتر آئے۔ حقانی کا تعلق پاکستان سے نہیں بلکہ افغانستان کے علاقہ زدران سے ہے۔ یہ پکتیا' پکتیکا اور خوست کے صوبوں میں روسیوں کے خلاف صف آراء ہوئے۔ جبکہ وسائل اور اسلحہ کا نام ونشان دور تک نہ تھا۔ خالی بوتلوں میں تیزاب اور پیٹرول بھر کر وہ بڑے بڑے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر حملہ آور ہوتے۔ امریکہ کا اس جنگ سے ابھی دور دور تک نام ونشان اور واسطہ تک نہیں تھا۔ امریکہ شروع میں اِسے ایک مذاق سمجھ رہا تھا اور پاکستان بھی جہاد سے قطعی لاتعلق تھا مگر حقانی خالی ہاتھوں اسے مقدس جہاد اور وطن کی آزادی سمجھ کر اپنا فریضہ ادا کرتے رہے' چنانچہ ان کی سخت جانی اور جرات واستقامت نے امریکہ کو بھی اسی طرف متوجہ کیا۔

● الغرض حقانی گروپ جہاد افغانستان کا بانی ہے اور آج بتیسواں سال ہے اور یہ مسلسل قربانیاں دے رہے ہیں' ڈرون حملوں کا نشانہ یہ بن رہے ہیں۔ ایسا بھی ہوا کہ ایک رات میں مولانا حقانی کے گھر اور خاندان کے گیارہ گیارہ افراد نشانہ بنے۔ بیٹے بیٹیوں کے علاوہ معمر خواتین بچے اور بہو اور بہنیں خاک وخون میں تڑپادی گئیں۔ اور یقیناً روسی سامراج کے تباہ ہونے کے بعد امریکی شکست کے بعد بھی یہ خاندان اور گروپ میدانِ جہاد میں موجود رہے گا کیونکہ وہ ملک کی مکمل آزادی کی جنگ لڑرہے ہیں۔ تو آج ہم کون ہوتے ہیں انہیں وطن کی آزادی سے روکنے والے؟ وہ اپنی سرزمین افغانستان سے لڑرہے ہیں۔ امریکہ حقانی گروپ اور دیگر مزاحمتی قوتوں سے عاجز اور شکست کھا کر اب ہم پر الزامات لگا کر حقانی گروپ کی ہم سے سرکوبی کروانا چاہتا ہے تاکہ امریکہ کے واپس جانے کے بعد ان گروپوں کی پاکستان کے ساتھ نہ ختم ہونے والی دشمنی جاری رہے اور مشرقی سرحدات کے بعد مغربی سرحدات بھی دشمنوں میں گھرے رہیں۔

● جناب وزیر اعظم صاحب! ہمارے سامنے قرارداد کا جو پہلا مسودہ رکھا گیا ہے انتہائی افسوس کہ اس سارے مسودہ میں موجودہ حالات امریکی الزامات وارننگ اور حقانی نیٹ ورک اور فوری صورتحال کا ذکر تک نہیں۔ بلکہ اس قسم کی امریکی پالیسیوں کے بارہ میں تجدید عہد کرانے کی کوشش کی گئی ہے اور گویا ہم سے مزید غلامی کی توثیق کرائی جارہی ہے جب یہ قرارداد قوم کے سامنے آئے گی تو قوم کی کیا حالت ہوجائے گی؟

● آج بھی اور اس سے قبل بھی ہمارے سامنے پچھلے نو سال کے پرویز مشرف اور موجودہ حکومت کے معاہدے نہیں رکھے گئے کہ اس ساری صورتحال کے بارہ میں کیا تحریری معاہدے تھے؟ کیا مجبوریاں تھیں؟ اور کیوں اس سے ہم نکل نہیں سکتے؟ میں نے خارجہ کمیٹی کے رکن کے طور پر اور پھر نیشنل سیکورٹی کمیٹی کے ممبر کے طور پر اور دیگر ساتھیوں نے بارہا اس وقت کمیٹیوں اور بریفنگ میں یہ سوال اٹھایا اور مطالبہ کیا کہ وہ سارے معاہدے اور مشرف کے کئے کرائے کی تفصیلات سامنے لائی جائیں۔ آج یہاں جنرل احمد شجاع پاشا موجود ہیں۔ میں نے ایک بار ان کی بریفنگ میں بھی اس کا ذکر کیا تھا اور قومی سلامتی کمیٹی نے بھی اس پر زور دیا مگر انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ گویا پاکستان کی ساری تباہی زبانی جمع خرچ سے ہوئی بغیر کسی تحریری معاہدوں کے۔ اگر آج بھی اس فورم پر وہ مجبوریاں بتلادی جائیں کہ ہم اس دلدل سے کیسے نکل سکتے ہیں؟

● آج تو ہمارا یقین تھا کہ ہم کسی انتہائی موثر اقدام اور کسی فیصلہ کن لائحہ عمل کا اعلان کریں گے مگر افسوس کہ زیرغور مسودہ قرارداد تو پچھلے قراردادوں پر خط تنسیخ پھیر دیتا ہے گویا ہم نے ریورس گیئر لگادیا ہے جو افسوس کی بات ہے اگر ہم ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ تو کم از کم پچھلے اعلانات کا تو اعادہ کریں ہم نے اس سے قبل (۱) ان معاملات پر دو آل پارٹیز کانفرنس کئے (۲) پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں قومی سلامتی کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں قرارداد پاس کی اور ۲ مئی کے سانحہ ایبٹ آباد کے بعد ۱۲ مئی کو پھر پارلیمنٹ نے قرارداد پاس کی لیکن افسوس ساری قراردادیں اور کوششیں امریکہ نے اپنوں کی غیر سنجیدگی اور بزدلی کی وجہ سے نظر انداز کیں۔

● معزز حضرات! میں ۲ مئی کے سانحہ ایبٹ آباد کے دن کو عزت اور فتح کا نہیں بلکہ پورے عالم اسلام اور امت محمدیہؐ کی رسوائی اور ذلت کا دن سمجھتا ہوں۔

● میری تجویز ہے کہ اگر نئی کوئی بات ہم نہیں کرسکتے تو ان قراردادوں کو اس نئی قرارداد میں ذکر کیا جائے اور اس پر فوری عمل درآمد اور اس کی تنفیذ کیلئے سنجیدہ اقدامات کئے جائیں اور اس کی روشنی میں امریکی راہداریاں' ڈرون حملے' نیٹو کی سپلائی اور لاجسٹک سپل وغیرہ کو فوری بند کرایا جائے۔

آج یہاں ایک محتاط مصلحت آمیز اور کمزور قرارداد مرض کا علاج نہیں اس سے تو قوم مکمل مایوس ہو جائے گی۔

● یہاں ایک دوست نے ملک میں فرقہ واریت کا ذکر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری دشمن کی کارفرمائیاں ہیں۔ برٹش سامراج نے بھی ہمیں غلام بنائے رکھنے کے لئے ان ہی فرقہ وارانہ جھگڑوں میں ڈالدیا تھا۔ اب امریکہ یہی حربہ استعمال کررہا ہے اور شیعہ سنی کے علاوہ اب دیوبندی' بریلوی اختلافات میں بھی ہمیں ڈال کر ملک تباہ کررہا ہے۔ ہم نے اس سے قبل بھی باہمی مل کر شیعہ سنی اور دیگر جھگڑوں سے بچنے کی راہ نکالی۔ آج بھی ہمیں انتہائی محتاط رہنا چاہیے۔ خدا کرے ہم کسی موثر نتیجہ پر پہونچ کر یہاں سے سرخرو ہوکر جائیں۔ اور ملک وملت کو غلامی کی سیاہ رات سے نکال کر نوید سحر کا مژدہ سنائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

ادارہ

پاکستان کو درپیش خطرات اور ملک وملت کی رہنمائی کیلئے

''دفاع پاکستان کونسل'' کا قیام

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ متفقہ طور پر چیئرمین منتخب

۱۲؍ستمبر ۲۰۱۱ء کو اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں دفاع پاکستان کونسل کا پہلا تاسیسی اجلاس منعقد ہوا۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اس اجلاس کا داعی اور محرک تھے ۔ پاکستان اور خطے کے دن بدن دگرگوں حالت اور خصوصاً بڑھتی ہوئی امریکی جارحیت وخطرات کے پیش نظر کافی عرصے سے مختلف دینی وسیاسی جماعتوں اور خصوصاً ملک کے دیندار عوام کی یہ شدید خواہش تھی کہ ملک میں بڑھتی ہوئی امریکی غلامی کے سایوں کے خلاف روشنی کی کوئی کرن نمودار ہو۔ اور اسی طرح پاکستان میں سیاسی عدم استحکام' بدامنی' لوڈشیڈنگ اور قومی اداروں کی تباہی جیسے حساس موضوعات پر مل بیٹھ کر کوئی ٹھوس لائحہ عمل طے کیا جائے۔ (اگر چہ اس سے پہلے بھی متعدد بار حضرت مولانا مدظلہ نے اتحاد امت اور خصوصاً دینی جماعتوں و مدارس کے تحفظ وبقاء وسلامت کیلئے وقتاً فوقتاً کئی اہم دینی اتحاد بنائے لیکن اپنوں اور غیروں کی ''مہربانیوں'' کے باعث انہیں اکثر وبیشتر یا تو ہائی جیک کیا گیا یا پھر صرف سیاسی مقاصد اور انتخابات کیلئے اس کا رُخ جبری موڑ دیا گیا) چنانچہ ایک بار پھر حضرت مولانا مدظلہ نے حکمِ اذاں کا فریضہ ادا کرنے کیلئے اس اہم کام کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ خدا کرے کہ ان نازک حالات کے طوفانوں میں یہ نیا ابھرتا ہوا اتحاد پاکستان کی ڈوبتی ناؤ کو ساحل عافیت تک بخیر وخوبی کامیابی سے پہنچائے۔ (امین) .... مدیر راشد الحق حقانی

جمیعۃ علماء اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا سمیع الحق کی دعوت پر دینی اور قومی جماعتوں کا ایک اہم مشاورتی اجلاس 12 ستمبر 2011ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں متوقع امریکی جارحیت اور موجودہ ابتر صورت حال پر قائدین نے غور وخوض کیا گیا۔ تمام قائدین نے موجودہ نازک صورتحال میں قومی ہم آہنگی' دفاع پاکستان اور امریکی دھمکیوں کا منہ توڑ جواب دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ اور اسلامی نظریے' قومی تشخص اور ملکی سلامت کیلئے جہادی جذبے کے ساتھ میدان میں اتر کر قوم کی رہنمائی کرنے پر اتفاق کیا گیا۔ اجلاس میں تنظیم اسلامی کے سربراہ حافظ عاکف سعد' مسلم لیگ (ض)

کے سربراہ اعجاز الحق' اہلسنت والجماعت کے سربراہ مولانا احمد لدھیانوی' جے یو آئی نظریاتی کے سربراہ ایم این اے مولانا حافظ عصمت اللہ' اشاعت التوحید والسنۃ کے سربراہ مولانا اشرف علی' جماعۃ الدعوۃ کے مولانا محمد سعید' صدر آل پاکستان عبدالقیوم خان لیگ کے سربراہ محمد معظم' تحریک حرمت رسول پاکستان کے سربراہ مولانا محمد یعقوب شیخ' تحریک اتحاد (فکری) کے سربراہ جنرل حمید گل' جنرل مرزا اسلم بیگ' ڈاکٹر وسیم شہزاد' مولانا عصمت اللہ' محمد طیب' عبدالخالق ہزاروی' محمود الحسن بالاکوٹی' حافظ خالد' محمد یحییٰ مجاہد' راجہ محمد شفیق جاوید' اکرام اللہ شاہد' مولانا یوسف شاہ اور مولانا حامد الحق حقانی کے علاوہ ۲۵ جماعتوں کے سربراہوں نے اس اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں دفاع پاکستان کونسل کے احیاء کا اعلان کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق کو اس کا سربراہ قرار دینے کا متفقہ فیصلہ کیا گیا۔ دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ محب وطن سیاسی و مذہبی قیادت کو دفاع پاکستان کے لئے متحد کیا جائے گا اور اس کے لئے چاروں صوبائی دارالحکومتوں میں دفاع پاکستان آل پارٹیز کانفرنسز منعقد کی جائیں گی' پہلی کانفرنس 24 اکتوبر کو لاہور میں منعقد ہوگی۔ جس میں ان تمام جماعتوں کو شمولیت کی دعوت دی جائے گی جو دفاع پاکستان کونسل کی نمائندہ اور حصہ ہیں۔ اجلاس میں دفاع پاکستان کونسل کے لئے مستقل رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ یہ رابطہ کمیٹی بیرونی جارحیت کے مقابلے میں قوم کو متحد و متحرک کرنے کے لئے لائحہ عمل طے کرے گی۔ اور تمام کانفرنسوں کا اہتمام کرے گی۔ کمیٹی کے سربراہ جنرل حمید گل کو مقرر کیا گیا۔ کمیٹی میں مولانا سید محمد یوسف شاہ' جناب اعجاز الحق' مولانا عبدالرحمن مکی' جناب حافظ عاکف سعید' جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں' مولانا اشرف علی راولپنڈی' جناب قاری محمد یعقوب' معظم بٹ' مولانا سید محمد کفیل بخاری' ڈاکٹر مسعود احمد کا نام تجویز کیا گیا۔ رابطہ کمیٹی لاہور آل پارٹیز کانفرنس کے انتظامات مکمل کرے گی۔ دفاع پاکستان کونسل نے واضح اعلان کیا کہ پاکستان پر امریکی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا اور عالمی سطح پر امریکہ کو ایسی عبرتناک شکست سے دوچار کیا جائے گا کہ اقوام عالم میں اس کا وجود بھی عبرت کا نشان بن جائے گا۔ مولانا مدظلہ نے پاکستان میں عسکری قیادت سے اپیل کی کہ وہ قومی غیرت کے مطابق امریکہ کو واضح جواب دے' پوری قوم اس کے شانہ بشانہ ملکی تحفظ کے لئے ہر طرح کی قربانیوں کے لئے تیار ہے۔ اسی طرح مولانا مدظلہ نے افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی شکست میں جس جہادی جذبے سے کامیابی حاصل کی اسے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے پاکستانی قوم کو بھی اسی جذبے سے سرشار ہونے کی تلقین کی۔ اجلاس نے پارلیمنٹ کی مشترکہ قرارداد پر عمل درآمد کا مطالبہ کرتے ہوئے ملکی سالمیت کے لئے پوری قوم کو متحد کرنے کے لئے رابطہ کمیٹی کے ارکان کو متحرک ہونے کی ہدایات کیں۔ کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے پوری قوم اور قومی رہنماؤں سے اپیل کی کہ وہ اس کونسل کو قومی چیلنجوں کا جواب سمجھتے ہوئے اس پلیٹ فارم پر متحد ہوں اور اپنے سیاسی مسلکی اور قومی ولسانی علاقوں ی اور فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر ملک کو بچانے کیلئے متحد ہوں۔ (۱۲ ستمبر ۲۰۱۱ء)

دفاع پاکستان کونسل کا پہلا آل پارٹیز کانفرنس

مولانا سمیع الحق کی طرف سے بھیجا گیا دعوت نامہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

کرمفرمائے محترم ہمدرد ملک وملت زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں۔

ملک وملت کو درپیش خطرات کا آپ کو علم اور احساس ہے مشرقی اور سرحدوں پر دباؤ نے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے' امریکہ نے کھلی جارحیت کا اعلان کردیا ہے۔ ملک کی سالمیت اور خودمختاری داؤ پر لگادی گئی ہے ایسے حالات میں حکومت کی طلب کردہ اے پی سی کا انجام بھی آپ کے سامنے ہے' جس نے قوم کی بے چینی میں مزید اضافہ کردیا' پارلیمانی قراردادوں کی تنفیذ اور نگرانی کے لئے اے پی سی کے فیصلے کے باوجود کمیٹی تک نہیں بنائی گئی۔ اے پی سی کے دوسرے دن ڈرون حملوں میں اور شدت پیدا ہوئی اور بڑی ڈھٹائی سے معصوم بے گناہ شہریوں کا قتل عام جاری ہے۔ ان حالات میں 12 اکتوبر 2011ء کو اسلام آباد میں چند سرکردہ اہل درد افراد کی مجلس مشاورت منعقد ہوئی اور تمام پہلوؤں پر غور کے بعد شریک ہر شخصیت نے کسی نئے محاذ اور پلیٹ فارم بنانے کی بجائے 10 جنوری 2001ء کو قائم ہونے والے پاک افغان ڈیفنس کونسل جس میں 36 سے زائد دینی وسیاسی جماعتیں شریک تھیں کو ''دفاع پاکستان کونسل'' کے نام سے فوری بحال کرنے پر زور دیا۔ جبکہ اس کونسل نے افغانستان اور عراق پر جارحیت کے وقت پوری قوم کو ایک جھنڈے تلے اکٹھا کردیا تھا۔ اور اس کی جڑیں بھی صوبوں اور اضلاع کی سطح تک پھیل چکی تھیں۔ اور پورے ملک میں احتجاجی ریلیوں اور ملین مارچ تک کا سلسلہ جاری رہا۔ اس مجلس مشاورت نے مجھے اس کونسل کو منظم اور فعال بنانے کا حکم دیا۔ ناچیز نے نہایت شدت سے اس عظیم کام کی ذمہ داری سنبھالنے سے معذرت کی اور اپنے حالات' قلت وسائل مشاغل اور صحت کی بناء پر اس بار اٹھانے سے انکار کیا مگر تمام حضرات' اکابر کے متفقہ اصرار پر مجبوراً خاموشی اختیار کی' مجلس مشاورت نے کونسل میں تمام شریک جماعتوں اور اہم سرکردہ سیاسی ودینی شخصیات سے فوری رابطہ کیلئے جناب جنرل حمید گل صاحب کی رہنمائی میں ایک رابطہ کمیٹی قائم کی اور

24 اکتوبر 2011ء بروز پیر 11:00 بجے دن ایمبسڈر ہوٹل ڈیوس روڈ شملہ پہاڑی لاہور

میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔ جس میں پاک ڈیفنس کونسل میں شامل تمام جماعتوں اور شخصیات کے علاوہ کونسل سے باہر کی جماعتوں اور اہم شخصیات کو بھی دعوت دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس وقت ہر طرف مایوسی اور اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ روشنی کی کرن صرف اور صرف قوم وملت کی وحدت ہے اور وہ بھی صرف ایک مشترکہ نکتہ پر' کہ ملک کی خودمختاری اور سالمیت کو بچایا جائے اور استعماری جارحانہ قوتوں سے پاکستان کی آزادی کا تحفظ کیا جائے یہ نکتہ ہر قسم کے فرقہ ورانہ مسلکی علاقائی لسانی اور سیاسی تفرقوں اور جھگڑوں سے بالاتر ہے۔ اور ہر ہر پاکستانی کا اولین فریضہ بھی۔ اس بناء پر ایک ادنیٰ ناچیز انسان کی گزارش پر جس طرح ہمیشہ آپ نے توجہ فرما کر ذرہ نوازی کی ہے' یقین ہے کہ اس وقت بھی قوم وملک اور پوری ملت مسلمہ کی بقاء سرخروئی اور نجات کے خاطر اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے مسئولیت خداوندی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اجلاس میں شرکت فرماویں گے۔ انفروا خفافاً وثقالا واجرکم علی اللہ تعالی

والسلام: (مولانا) سمیع الحق خادم دفاع پاکستان کونسل پاکستان

سلسلہ خطبات جمعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

حقیقی نماز کا ایک منظر

حفاظت صلوٰۃ کی تاکید اور فضائل و مسائل

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمان الرحیم. قال اللّٰہ تعالیٰ فی کلامہ المجید و الفرقان الحمید قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (سورۃ مومنون آیت ۱۔۲)

ترجمہ: کامیابی سے ہمکنار ہوئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں۔

عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول من توضا فاحسن الوضوء ثم قام فصلی رکعتین او اربعا شک سھل یحسن فیھما الرکوع والخشوع ثم استغفر اللّٰہ غفرلہ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اچھی طرح وضوء کرتا ہے پھر دو یا چار رکعات پڑھتا ہے ان میں اچھی طرح رکوع کرتا ہے اور خشوع سے بھی پڑھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اسکی مغفرت ہو جاتی ہے۔

نماز جو اسلام کا اہم رکن، ستون اور مسلمان وغیر مسلمان کے درمیان امتیاز کا ذریعہ ہے آج جو لوگ اس لازمی اور ضروری فریضہ کو ادا کرنے والے ہیں ان پر بھی وہ ظاہری اور دنیا میں مرتب ہونے والے فوائد ثمرات جن کا اللہ رب العزت نے وعدہ فرمایا مرتب نہیں ہو رہے۔ آخر وجہ کیا ہے۔ آج بیان میں اس کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

نماز کی برکات وثمرات:

تلاوت کردہ آیت کریمہ میں رب العزت ان نماز پڑھنے والوں کو کامیابی کی خوشخبری دے رہے ہیں جو اپنی نمازوں کو خشوع اور خضوع سے پڑھتے ہیں۔ فلاح کی یہی بشارت آنحضرت ﷺ سے بھی مروی ہے جو پہلے ذکر کر دی گئی۔ نماز ایسی مؤثر عبادت ہے جو بقول رب العالمین جل جلالہ انسان کو گناہوں سے روک دیتی ہے اسکی بدولت نمازی اللہ کے قرب سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ یہی نماز عمر میں برکت رزق میں اضافہ اور نمازی کا نام صالحین کے رجسٹر میں لکھنے کا سبب بن جاتا ہے۔ صبح و شام ہم قبر کے عذاب سے محفوظ رہنے کی دعا اور تمنا کرتے ہیں جسکا ایک اہم وسیلہ

نماز پڑھنا ہے۔ ہماری تمنا رہتی ہے کہ ہم بھی ان خوش نصیبوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں۔ جن کو رب العالمین قیامت کے ہولناک دن عمل نامہ دائیں ہاتھ میں دے کر کامیابی اور نجات کا مژدہ سنائیں گے۔ پل صراط کے اذیت ناک راستہ کو اسی نماز کے طفیل برق رفتاری سے طے کر کے بحفاظت ان پاکباز مسلمانوں کی جماعت جن کو اللہ تعالیٰ بلا حساب جنت میں داخلہ سے نوازیں گے' میں شامل ہو جائے گا۔

جب نماز جسدِ بے روح بن جائے:

نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے اگر اسکے کچھ اعمال جائز بھی ہوں اُنکے بھی اجر وثواب اور قبولیت سے یہ محروم رہیگا۔ ان تمام اجر وثواب سے آخر ہم کیوں محروم ہیں جبکہ نمازی کی ظاہری شکل وصورت ہم بھی بنا کر نمازیوں کے صف میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ ہم نماز کی جو اصلی روح ہے اسکی طرف توجہ دینے سے بالکل غافل ہیں۔ جسکی وجہ سے ہماری نمازوں کی حیثیت اس جسم کی طرح ہے جسکے تمام اعضاء موجود ہوں صرف روح کی کمی ہو۔ جبکہ جسم کے فائدہ مند ہونے کا سارا دارومدار روح پر ہے جسکے بغیر جسد صرف لاشہ ہے جسے ہم فوراً اپنے ٹھکانے کی طرف پہنچانے کیلئے متوجہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اسکا کوئی فائدہ نہیں اور اسکا وجود اور عدم یعنی ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہیں۔

خشوع وخضوع نماز کی روح:

وہ روح جس پر نماز کی قبولیت، نماز پر اجر وفوائد مرتب ہونے کے وعدے فرمائے گئے وہ خشوع اور خضوع ہے۔ خشوع کے معانی آگے ذکر کروں گا۔ ان کی نماز کی حالت ایسی نہ ہو جسکا ذکر قرآن مجید میں ذکر ہے۔ کہ ایک موقع پر نماز جمعہ ادا کی جارہی تھی۔ تجارت کیلئے شام سے قافلہ واپس آیا۔ نماز کے دوران ہی جب ان کو قافلہ کی آمد کا معلوم ہوا اکثر نمازی قافلہ کی طرف چلے گئے اور صرف چند صحابہ حضور کے پیچھے رہ گئے۔ رب العزت نے اصلاح اور تنبیہ کے طور حکم نازل فرمایا جو وقت نزول سے قیامت تک نماز کو سکون سے پڑھنے کا حکم اور درس دے رہا ہے۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَاِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سورة جمعہ۔ ۱۱)

ترجمہ: جب کوئی تماشہ یا تجارتی قافلہ آتا ہے تو لوگ اسکی طرف دوڑ کر اس پر ٹوٹ کر گرتے ہیں اور آپ ﷺ کو اپنی جگہ کھڑا چھوڑ دیتے ہیں ان کو کہہ دیں کہ جو کچھ خیر و برکت اور ثواب اللہ کے ہاں ہے وہ ان کھیل تماشوں اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق عطا کرنے والا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا خشوع:

اس آیت کے نزول کے بعد صحابہؓ کی خشوع اور نماز میں ایسے مستغرق ہو گئے کہ نماز میں اپنے بدن کا بھی ہوش نہ رہتا۔ کئی صحابہؓ کے واقعات آپ سن چکے ہیں کہ نماز کے دوران دشمن کا تیر ان کو لہولہان کرنے کے بعد وہ اپنے

جسم کے درد و تکلیف کو محسوس نہ کرسکے۔ وجہ صرف یہی تھی کہ نماز جو اپنے خالق و مالک سے ہمکلامی کا مرحلہ ہے اسمیں ایسے منہمک رہے کہ اپنے آپ کی بھی کچھ خبر نہ ہوئی اور ایسے مقدس افراد کی تعریف رب العزت نے ان مبارک الفاظ میں کی۔ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنکو تجارت اور خریدنا اور بیچنا اور کوئی نفع خیز خیال بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتا۔

نماز: یادالٰہی کا بہترین طریقہ:

محترم حضرات: اللہ کو یاد کرنے کے کئی طریقوں میں نماز اللہ کو یاد کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔ نماز اول سے آخر تک اللہ کی یاد ہی یاد ہے۔ یہ تو ایسی عبادت ہے جس نمازی کو نماز کی حقیقت کا علم ہو کہ جس نماز کو خشوع وخضوع سے پڑھا جائے۔ وہ انسان کے اندر انقلاب برپا کر کے اسکی زندگی بدل جاتی ہے۔ مگر یہ تغیر اور گناہوں سے رکنا تب ہوگا۔ جب زبان سے جو کچھ پڑھ رہا ہو دل، زبان اور دماغ ایک ہو۔ ورنہ بعض نماز پڑھنے والے نماز کی نیت اور تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ تو سینہ پر باندھ دیتے ہیں۔ آٹومیٹک طریقہ سے رکوع، سجدہ، قومہ، جلسہ اور قرأت کی ادائیگی تو کر دیتے ہیں مگر دل و دماغ کہیں اور مصروف رہتا ہے۔ دنیا کہیں کے منصوبے نماز ہی میں بنتے اور ٹوٹتے ہیں۔ دوستو! پھر یہ کیسی نماز؟ حالانکہ رب العالمین کے حضور حاضری، اور اللہ کو یاد کیا جارہا ہے۔

فاروقی نماز:

نماز تو وہ ہے جو حضرت عمر فاروقؓ ادا کرتے تھے ایک شقی القلب نے نماز کی حالت میں حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ اس بہیمانہ حرکت کے باوجود جماعت میں شامل ایک فرد نے بھی اس طرف توجہ نہ دی۔ سب استغراق اور خشوع کی حالت میں مصروف کہ رب العزت کے سوا اور کسی طرف توجہ دینے کا تصور بھی ان کو گوارا نہ تھا یہی کیفیت حضرت عمر فاروق کی بھی تھی۔

خشوع خوف وسکون کا نام ہے:

محترم سامعین: علماء نماز پڑھنے والے کی جس کیفیت اور انداز ادا کو خشوع سے تعبیر کرتے ہیں۔ مفسرین اور محققین نے اسے اپنے اپنے مفہوم میں بیان کیا ہے جن کا خلاصہ ایک ہی ہے کہ نماز میں خشوع یہ کہ دل میں مالک الملک کی بڑائی اور خوف ہو۔ نماز میں جہاں جہاں بدن اور اعضاء کو استعمال کرنے کا حکم ہے اس کے علاوہ اعضاء میں سکون ہو۔ قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ میں جہاں نگاہ رکھنا مشروع ہے اسی جگہ نظر رکھ کر ادھر ادھر صرف نظر سے احتراز کیا جائے۔ مشہور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ ابن عباس نے خاشعون کی تفسیر خائفون و ساکنون کی ہے۔ جب نماز میں دل اللہ کے خوف اور ہیبت سے بھرا ہو۔ جیسے ظاہر کا اثر باطن پر ہوتا ہے۔ اسی طرح ظاہر بھی باطن کیلئے آئینہ ہے باطن کا اثر ظاہر پر رونما ہو کر خوف وہیبت اور سکون وخضوع کے آثار نظر آنے والے بدن کے حصول میں موجود ہونگیں۔ سر اللہ کے

حضور جھکا ہوگا۔ نگاہ پست، ادب سے دست بستہ کھڑا ہوگا۔ لایعنی اور فضول حرکات وسکنات کہ دور سے دیکھنے والے کو یہ امتیاز کرنا بھی مشکل ہو جائے کہ یہ شخص نماز پڑھ رہا ہے یا بطور مذاق اور کھیل رکوع اور سجدہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے ان خرافات سے اسکا نماز محفوظ ہوگا۔

جب نماز شروع کرے:

نماز شروع کرتے وقت یہ تصور کرلے کہ میں کون ومکان کے مالک سے بات چیت شروع کرنے والا ہوں۔ آج دنیا کے ایک معمولی اقتدار کے مسند پر بیٹھے فرد سے گفتگو کرتے وقت یہ تصور بھی ناممکن ہوتا ہے کہ بات چیت کے دوران ہمارا ظاہر و باطن کسی دوسرے طرف متوجہ ہو جائے۔ تو احکم الحاکمین، بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے ہم سینہ پر ہاتھ باندھ کر بے کار اعمال، خیالات وتصورات کی طرف ہمارا عمل اس بات کا گواہ ہو جاتا کہ یہ مقدس ترین عبادت خشوع سے بالکل خالی ہے کیونکہ جب نماز میں قلب خاشع وخائف اور ساکن ہو تو عبث خیالات آنے کا امکان ہی معدوم رہتا ہے۔

حقیقی نماز کا ایک منظر:

احادیث میں حضرت ابوذرؓ آنحضرت کا ارشاد نقل کررہے ہیں۔

عن ابی ذر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا یزال العبد مقبلا علی العبد فی صلاتہ مالم یلتفت فاذا صرف و جھہ انصرف عنہ. (رواہ النسائی) ترجمہ:۔ حضرت ابوذرؓ کا قول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف (نماز میں) اس وقت تک توجہ فرماتے ہیں جب تک وہ نماز میں کسی اور طرف متوجہ نہ ہو جب بندہ اپنی توجہ نماز سے ہٹا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندے سے توجہ ہٹا لیتا ہے۔

گویا حقیقی نماز وہ ہے جسمیں عاجزی، سکون اور مسکنت ہو۔ حضور ﷺ نے ایسے نماز کو بے ثمرہ قرار دیا جو پورے توجہ اور تعلق اللہ سے نہ ہو۔ اس لئے ایک موقع پر ارشاد فرمایا نماز اس طرح پڑھو جیسے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ مگر شیطان کے بہکانے یا اور کسی وجہ سے یہ حالت طاری نہ ہو تو یہ تصور کرلو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور یہ بات تو شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ احکم الحاکمین ہمیشہ ہر وقت اور ہر جگہ دیکھ رہا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ "**اِنَّ اللّٰہَ لَایَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ**" یعنی اللہ جل شانہ سے کوئی چیز زمین وآسمان میں مخفی نہیں۔ جیسے مرنے والے کو مرنے کے بعد دنیا کے تمام اشیاء سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ نہ کسی خوشی کا ادراک ہوتا ہے نہ غم کا اسی لئے آنحضرت ﷺ نے تلقین فرمائی ہے کہ جب نماز کی حالت ہو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرلو۔

نماز میں حساب اور جمع تفریق ممنوع ہیں:

محترم حضرات: ہمارے مرشد عالم ﷺ ہمیں نماز میں اس کیفیت اختیار کرنے کا حکم دے رہے اور ہم ہیں کہ تکبیر تحریمہ

سے لیکر آخر نماز تک اپنے دینوی تصورات کو نمازوں میں سمونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر دکاندار ہے وہ اپنے حساب کتاب کی فکر، افسر ہے تو اسے اپنے افسری امور کی فکر، زمیندار اپنے زمینداری کے رموز واسرار میں مصروف ہے۔ بس یہی سمجھیں کہ ہم نے نماز کو اپنے حساب وکتاب کے اسی وقت نمٹانے کیلئے ذریعہ بنالیا ہے۔ والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب برداللہ مضجعہ اپنے مواعظ میں خشوع وخضوع کے بارہ میں ایک قصہ ذکر فرماتے کہ ایک دوکاندار جب نماز کا وقت ہو جاتا فوراً کاروبار چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جاتا۔ ایک دن اس کو نماز جماعت سے پڑھنے کا موقع نہ ملا۔ جسکی وجہ سے پریشانی کی حالت میں رونا دونا شروع کر دیا۔ لوگ اسکی اس پریشانی کو دیکھ کر اس پر رشک کرنے لگے کہ کاش ہمیں بھی نماز باجماعت پڑھنے کا اتنا ذوق وشوق اور جماعت کی فوتگی کا اس قدر غم ہوتا۔ ہم بھی اسکی طرح نیک اور جماعت کے اجر وثواب کے خواہش مند ہوتے۔ دکاندار لوگوں کی کھسر پھسر سن کران سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ مجھے اس بات کی فکر نہیں کہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کے ثواب سے محروم ہوا بلکہ مجھے ایک مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ میں جب نماز باجماعت میں ہوتا تو فاتحہ اور قرأۃ وغیرہ امام پڑھتا ہیں اس فراغت سے فائدہ حاصل کر کے ایک جماعت سے دوسرے جماعت کے درمیان جتنا کاروباری سلسلہ چلتا اس کا حساب کتاب جمع تفریق چونکہ اس دوران میں فارغ ہوتا کر لیتا۔ اب جب میں اکیلے یہ نماز پڑھوں گا۔ امام نے مقتدیوں کی جو ذمہ داری سنبھالی ہے مجھے وہ خود ادا کرنی ہوگی۔ تو میں وہ گزرا ہوا حساب کتاب کس وقت کرونگا۔ باہر کے مصروفیات اتنے زیادہ ہیں جن سے یکسوئی ناممکن ہے لہٰذا مسجد اور نماز ہی ایک ایسی جگہ ہے کہ دن بھر کی کمائی اور معاش کے بارے میں نماز کے اندر سوچ کر نیا پروگرام بنا سکتے ہیں اور یہ بھی کہ کتنا کمایا اور کتنا گنوایا۔

جب نمازی سجدہ میں ہو:

اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے گریبان میں جھانکیں کہ ہمارے عمر کے جو ماہ وسال عشروں اور دہائیوں پر محیط ہیں گزر گئے کہ کسی سجدے میں اللہ کے لئے ہمارا دل تڑپا ہو یا یہ یاد آتا ہو کہ ہم اللہ کے سامنے حقیقی طور پر سجدہ ریز ہیں حالانکہ حدیث مبارکہ میں سجدہ کے بارہ میں ذکر ہے کہ سجدہ کی حالت میں نمازی کا سر اللہ کے سب سے زیادہ قریب اور اسکے قدموں میں ہوتا ہے: حدیث میں ہے " اقرب ما یکون العبد من اللہ ان یکون ساجداً (مسلم)

حضور ﷺ کی دعا اور دس آیات کا نزول:

محترم دوستو: صحابہ کرام اور بزرگوں نے نماز کو جس انداز سے ادا فرمایا کاش ہم ان کی اتباع کرتے تو ہماری نمازوں پر بھی وہ نتائج مرتب ہوتے جن کا وعدہ خالق کائنات اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔

احادیث میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارہ میں منقول ہے کہ نماز کے وقت ایسے ساکن رہتے جیسے ایک بے جان لکڑی اور کہا جاتا کہ نماز کی خشوع یہ ہے۔ حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی ۔تو جو لوگ ان کے قریب ہوتے اُن کو وحی کی آواز ایسی آتی جیسے شھد کے مکھیوں کی آواز۔ایک دفعہ آپ کے قریب ایسی ہی آواز سنی گئی تو رک گئے کہ ہم تازہ نازل ہونے والی وحی سن لیں جب وحی کے نزول کی خاص کیفیت ختم ہوئی۔تو حضور اکرم ﷺ یہ دعا کرنے کیلئے قبلہ رخ ہوئے (یا اللہ) ہمیں زیادہ دے کم نہ کر ہماری عزت بڑھا ذلیل نہ کر اور ہم کو بخشش فرما محروم نہ کر ہمیں دوسروں پر ترجیح دے اور ہم پر دوسروں کو ترجیح نہ دے، ہم سے راضی ہو اور ہمیں بھی اپنی رضا سے راضی کر دے۔آنحضرت ﷺ نے اسکے بعد فرمایا کہ مجھ پر اسی وقت ایسی دس آیات نازل ہوئیں کہ جو شخص ان پر پورا پورا عمل کرے تو وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا پھر خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ آیت سمیت اس سورۃ کی ابتدائی دس آیات تلاوت فرمائیں امام غزالیؒ اور بعض دوسرے اکابر علماء نے تو نماز میں خشوع اور خضوع کو فرض کا درجہ دیا ہے ان کے نزدیک اگر مکمل نماز بغیر خشوع کے ادا کیجائے۔تو نماز صحیح نہیں ہوتی۔

نماز کی حفاظت' پورے دین کی حفاظت ہے:

حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں تمام صوبوں کے ارباب اقتدار کو حکم نامہ بھیجا جس میں لکھا:

" ان اهم امور کم عندی الصلوة من حفظها او حافظ علیها حفظ دینه، ومن ضیعها فهو لما سوره اضیع"

یعنی میرے نزدیک تمہارے تمام امور میں سب سے زیادہ اہم اور ضروری امر نماز ہے جس نے نماز کی حفاظت کی اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا تو وہ دین کے اور کاموں کو زیادہ ضائع و برباد کرنے والا ہوگا۔

نمازی کے ساتھ شیطان کی عداوت

انسان کا ازلی دشمن ابلیس جب مسلمان کو ایسے مقام (یعنی نماز) جو تمام مقامات سے اقرب اور افضل ہے دیکھتا ہے تو اسکی مسلمان دشمنی جوش میں آکر نمازی کے نماز کو مختلف حربوں وسوسوں اور خیالات سے ضائع کرانا شروع کر دیتا ہے۔قسم قسم کے خیالات اور عمر بھر کے بھولے ہوئے واقعات یاد دلا کر مسلمان اپنے رب سے جس تعلق اور حاضری کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے یہ بدبخت اسکی اظہار عجز و انکساری اور تواضع کو بدل کر انسان کے دل کو اللہ سے غافل اور لاتعلق کر دیتا ہے تاکہ نماز پڑھنے والا نماز کے بدلہ جن انعامات اور رحمتوں سے مالا مال ہونا ہے اس سے محروم ہو جائے۔ شیطان کے اس دام میں مبتلا ہونے والا مسلمان جس کیفیت میں نماز پڑھنے آیا تھا۔بغیر کسی تبدیلی اور نتائج کے حصول سے اسی حالت میں واپس چلا جاتا ہے۔

جتنا خشوع ہوگا اتنا ثواب ملے گا:

خشوع وخضوع میں کمی وزیادتی نماز پر ملنے والے اجر وثواب میں کمی وزیادتی کا سبب بن جاتی ہے۔سرکار دو عالم کا فرمان ہے:**عن عمار بن یاسرؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان الرجل لینصرف وما کتب له الا عشر صلاته تسعها ثمنها سبعها سدسها خمسها ربعها ثلثها نصفها (ابو داؤد)**

ترجمہ: عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آدمی جب نماز سے فارغ ہو کر (واپس) جاتا ہے تو اسکے لئے نماز کا (صرف) دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا اور نصف حصہ ثواب ملے گا۔

گویا ثواب میں اتنا ہی اضافہ ہوگا جس قدر زیادہ خشوع سے نماز پڑھی ہوگی اور اجر و ثواب میں اس قدر کمی ہوگی جس مقدار سے نماز میں خشوع خضوع کی کمی ہو۔ کسی کیلئے جو اجر کامل نماز پر ملتا ہے اسکا صرف 1/10 کسی کو 1/9 کسی کو 1/8 جتنی خشوع میں کمی ہوگی اسکے مطابق اجر بھی کم ملے گا۔

سلفِ صالحین کی نمازیں:

محترم دوستو! خلاصہ یہ کہ ہمارے عمر کا بیشتر حصہ لایعنی اور فضول لٹریچر اور کتب کے مطالعہ میں ضائع ہو رہا ہے اسکی جگہ اگر ہم اپنے رہنمایان جیسے صحابہ کرامؓ تابعین اور اولیاء اللہ کے عبادات کے انداز سے بھرپور کتب کا مطالعہ کرتے تو معلوم ہوتا کہ ان کے عبادات کی ادائیگی کے طور طریقے کیا تھے اور ان پر عمل پر کیا کیا نتائج مرتب ہوتے۔ وقت کے اختصار کی وجہ سے عبرت حاصل کرنے کیلئے دو تین واقعات کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔

سیدنا حضرت علیؓ جب نماز کا وقت ہو جاتا۔ کانپنے لگتے رنگ متغیر ہو جاتا۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی فرمایا اس امانت کی ادائیگی کا وقت آگیا ہے۔ جسکے اٹھانے کی پیشکش زمین، آسمانوں اور پہاڑوں کو کی گئی۔ مگر سب نے خوف کے مارے (کہ اس امانت کا حق ادا کر سکیں یا نہیں) اٹھانے سے معذرت کر لی صرف انسان نے اسکو حاصل کرنے کی حامی بھر لی معلوم نہیں مجھ سے اسکا حق ادا ہو سکے گا یا نہیں۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک نمازی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اگر اسکے دل میں خشوع ہوتا تو اعضاء میں بھی سکون ہوتا۔

ایک بزرگ حضرت یعقوب قاریؒ کے بارہ میں بزرگوں نے لکھا ہے کہ نماز پڑھنے کے دوران ایک چور اُن کی چادر لیکر چلا گیا۔ اس کے ساتھیوں میں سے چند ساتھیوں نے چادر پہچان لی کہ یہ فلاں نیک بزرگ کی ہے واپس لے جا کر اسکے حوالہ کر دو ورنہ اسکی بددعا سے تباہ ہو جاؤ گے۔ چور چادر لے جا کر اسکے کندھوں پر جو ان سے چوری کی تھی واپس رکھدی۔ اور معذرت کرنی شروع کر دی۔ حضرت یعقوبؒ نماز میں ایسا مستغرق رہا کہ اسے چور کے چادر لے جانے اور واپس لانے کا علم ہی نہ ہو سکا۔ فرمایا مجھے تو اس چادر کے لے جانے کا معلوم ہو سکا اور نہ واپس لانے کا۔

محترم حاضرین! اگر ہم بھی اپنی اس عظیم عبادت کو اس دل جمعی سے ادا کرنے کی ٹھان لیں تو ہماری نماز بھی ہمیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے محفوظ رہنے کا بہترین سبب بن کر فوز و فلاح کے راستہ پر لیجا سکتی ہے۔

مالک کون و مکان ہم سب کو مکمل اطمینان، سکون اور خشوع خضوع سے نمازیں ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین

افادات مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
مرتب: مولانا محمد عزیز اللہ ندوی

مرد عورت کے باہمی تعلقات

نکاح ایک عبادت، ایک ذمہ داری:

نکاح زندگی کی اہم ضرورت ہے، اس ضرورت کے پورا کرنے میں سب ایک دوسرے کے محتاج ہیں، نکاح ایک اہم ترین عبادت بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی، آپ نے فرمایا: "النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی" نکاح میری سنت ہے، جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں، بیوی سے اچھے تعلقات رکھنے، اس سے ہنسنے، بولنے، اس کے حقوق ادا کرنے میں بڑا ثواب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت میں اپنی امت کی زیادتی پر فخر کروں گا۔

کھانا پینا بھی زندگی کی اہم ترین ضرورت ہے اور عبادت بھی ہے، اگر آدمی سنت کے مطابق کھائے اور نیت یہ ہو کہ اس کے کھانے سے جو قوت آئے گی، اللہ کی مرضیات پر صرف ہوگی، نیز ذہن اس طرف بھی جائے کہ اللہ تعالی یہ روزی ہمارے لیے کن کن حکمتوں سے پیدا فرماتا ہے، تو یہی کھانا کھانا جو بظاہر عبادت نہیں معلوم ہوتا، ثواب رکھتا ہے، کھانے کو اللہ تعالی نے بقائے زندگی کا ذریعہ بنایا ہے، اسی طرح نکاح اور بیوی کے حقوق کی ادائیگی کو نسل انسانی کا ذریعہ بنایا ہے ایک بار صحابہ کرام کے اس اشکال وسوال پر کہ کیا یہ بیوی سے ملنا جلنا بھی عبادت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں، اگر انسان اپنی خواہشات غلط جگہ پوری کرے تو گناہ ہے کہ نہیں؟ صحابہ کرام نے جواب دیا ضرور ہے۔ حضورؐ نے سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ جو چیز گناہ سے بچائے اس میں ثواب کیوں نہیں ہے؟

مسلمانوں کی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو شریعت سے خالی ہو اور شریعت کی پابندی میں بہر حال ثواب ہے اور مخالفت یا ترک میں گناہ ہے۔ لیکن افسوس جس طرح کھانے کی سنت وعبادت سے غفلت ہی غفلت ہے اسی طرح نکاح کی عبادت سے بھی غفلت ہی غفلت ہے، نکاح ہوتا ہے، پورا خاندان خوشی مناتا ہے، سارے اعزا خوشی مناتے ہیں لیکن بقول ایک بزرگ کے کہ نکاح کے موقع پر سارے روٹھے منائے جاتے ہیں، نائی، دھوبی، بھشتی حتی کہ بھنگی کو بھی خوش کر لیا جاتا ہے، مگر معاذ اللہ، اللہ ورسول کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی اور کہا جاتا ہے کہ یہ تو ارمان نکالنے کا وقت ہے، سارے منہیات کیئے جاتے ہیں، کھانوں میں بے جا تکلفات، جہیز کے دکھاوے، جہیز کے مطالبات، حیثیت سے زیادہ مہر،

باجا گاجا اور نہ جانے کیا کیا، یاد رکھو وہ ارمان ارمان نہیں جس سے اللہ ورسول کی ناراضگی ملے۔

یہ نکاح یہی نہیں کہ اس سے دو بچھڑے ہوئے دل مل جاتے ہیں، یہی نہیں کہ یہ اعزا واقربا کی ملاقات اوران کی خدمت کا ذریعہ ہے، یہی نہیں کہ دعوتیں کھانے کھلانے اور دوست واحباب کو پوچھنے کا بہانہ ہے، بلکہ یہ اللہ کی روٹھی ہوئی رحمت کو منالینے کا بھی ذریعہ ہے، بشرطیکہ یہ نکاح، یہ شادی، یہ ولیمہ حدود شریعت اور سنت کے مطابق ہو، اس شادی سے لڑکے کے گھر میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ فرد کا اضافہ ہوتا ہے لیکن بعض نوجوان اپنی ناعاقبت اندیشی سے ایک کا اضافہ کرکے بہنوں کو نکال دیتے ہیں، یعنی ماں، باپ، بھائی بہنوں وغیرہ کو بھول کر صرف بیوی کے ہو رہتے ہیں، یادرکھو جس اللہ کے نام سے دو غیر ایک ہوئے ہیں، اسی کا حکم ہے "واتقوا اللّٰہ الذی تساء لون بہ والارحام" جس اللہ کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہو تم بھی اس اللہ سے ڈرو اور قرابتوں کا لحاظ رکھو، ماں کا خیال رکھو، باپ کا خیال رکھو، بھائی بہنوں کی محبت باقی رکھو اور تمام عزیزوں کے حقوق ادا کرو اور بیوی سے بھی محبت والفت سے پیش آؤ، اس کے حقوق بھی ادا کرو۔

شادی کا پیغام: شادی کا پیغام یا منگنی کی رسموں کے بارے میں غالباً ہندو اور مسلمانوں میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے، اس میں خاندانی حیثیت، اقتصادی حالت اور رسم ورواج کی پابندی اور عدم پابندی کو بہت دخل ہے، جدید تعلیم اور تمدن ان سب چیزوں پر یکساں اثر انداز ہوا ہے۔

شادی محض ایک ضرورت کی تکمیل ہی نہیں ہے بلکہ یہ بہت بڑی عبادت ہے، اللہ تعالیٰ سے قرب کا ذریعہ ہے، جیسے نماز، کوئی اور فرق نہیں ہے، صرف صورت کا فرق ہے، یہ نکاح محض رسم نہیں ہے، اسلام میں رسمی اور رواجی چیزوں کا تصور ہی نہیں، یہاں آکر یہ تصور پیدا ہو گیا ہے، مگر ہے عبادت، عبادت ہی کے ذہن سے نکاح کیا جائے اور عبادت ہی کے ذہن سے اس میں شریک ہوا جائے۔

نکاح میں اسلاف کا طریقہ کار: اسلام میں نکاح کا فریضہ اور شادی کی تقریب بہت سادہ اور مختصر تھی، اس کو زندگی کے ایک فریضہ، ایک فطری تقاضہ اور ایک عبادت کی حیثیت سے ادا کیا جاتا تھا، صرف ایجاب وقبول کے دو لفظ اور دو گواہ اس کے لیے ضروری ہیں، اس کا مقصد یہ ضمانت ہے کہ یہ تعلق مجرمانہ اور رازدارانہ طریقہ پر اور چوری چھپے نہیں ہے، اسی لیے کسی قدر اعلان اور تشہیر کے ساتھ اس کا ہونا ضروری ہے، اور اس کے لیے گواہ لازمی ہیں، مرد مہر کا ادا کرنا ضروری سمجھے، اور عورت کی حفاظت وعزت اور اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری لے، اس کے سوا کوئی اور چیز ضروری نہ تھی، اسلام کی تاریخ میں اس کی بھی مثالیں ملتی ہیں کہ باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم اور مدینہ کی آبادی محدود تھی، بعض ایسے صحابیوں نے جو مکہ سے ہجرت کرکے آئے تھے اور جن کے رسول سے نہایت گہرے خاندانی اور وطنی تعلقات تھے، مدینہ میں شادی کی اور خود پیغمبر اسلام کو (جن کی شرکت

باعث برکت بھی اور موجب عزت بھی تھی) محفل نکاح میں شرکت کی دعوت کی ضرورت نہیں سمجھی اور آپ کو اس پر مسرت واقعہ کا علم واقعہ کے انجام پائے جانے کے بعد کسی قرینہ سے ہوا۔

نکاح کے وقت مختصر سی تقریر اور حقوق زوجین کا ذکر: اب کچھ عرصہ سے بہت سے علماء خطبہ کا عربی حصہ اور آیات پڑھنے کے بعد اردو میں مختصر تقریر کرنے لگے ہیں، جس میں نکاح کی حقیقت اور اس کے فرائض اور ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ محض رسمی اور تفریحی ہو کر نہ رہ جائے بلکہ اس میں نوشہ اور حاضرین مجلس کو دینی اور اخلاقی پیام ملے اور ان کے اندر احساس ذمہ داری بیدار ہو۔

ایک تقریر کا نمونہ: یہاں اس تقریر کا ایک نمونہ درج کیا جاتا ہے جو ایک محفل نکاح میں ریکارڈ کر لی گئی تھی اور جو اس اصلاحی طرز کی بہت حد تک نمائندگی کرتی ہے، خطبہ مسنونہ کے بعد!

"اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیراً ونساء واتقوا اللّٰہ الذی تساء لون بہ والارحام ان اللّٰہ کان علیکم رقیباً".

"یایھاالذین آمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ ولاتموتن الاوانتم مسلمون".

"یایھاالذی آمنوا اتقوا اللّٰہ وقولوا قولاً سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً".

حضرات! یہ نکاح محض رسم ورواج کی پابندی اور محض نفس کے تقاضے کی تکمیل نہیں، نکاح کی سنت ایک عبادت نہیں بلکہ متعدد عبادتوں کا مجموعہ ہے، اس سے ایک حکم شرعی نہیں، درجنوں اور بیسیوں شرعی احکام متعلق اور وابستہ ہیں، اس کا مقام قرآن شریف میں بھی اور حدیث میں بھی ہے اور فقہ کی کتابوں میں تو اس کا مستقل باب ہے، لیکن اس سنت سے غفلت اتنی عام ہے، جتنی کسی اور سنت اور فریضہ سے نہیں، بلکہ اس کو اللہ کی نافرمانی، نفس کی رعونت، شیطان کی اطاعت، رسم ورواج کی پابندی کا میدان بنالیا گیا ہے، اس میں ہماری زندگی کے لیے پورا پیام ہے، اس کا اندازہ آپ قرآن شریف کی ان آیات ہی سے کرسکتے ہیں جن کا پڑھنا خطبہ نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، جو شروع میں پڑھی گئی ہیں، پہلی آیت میں نسل انسانی کے آغاز کا تذکرہ ہے جو اس مبارک موقع پر نہایت مناسب اور فال نیک ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ایک اکیلی ہستی تھی اور ایک رفیقۂ حیات جن سے اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی تخلیق کی جس نے روئے زمین کو بھر دیا، اللہ تعالیٰ نے ان دو ہستیوں میں ایسی محبت والفت اور ان کی رفاقت میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ آج دنیا اس کی گواہی دے رہی ہے، تو خدا کے لیے یہ کیا مشکل ہے کہ ان دو ہستیوں سے جو آج مل رہی ہیں ایک کنبہ کو آباد اور ایک خاندان کو شاد و بامراد کردے۔

پھر فرماتا ہے اپنے اس پروردگار سے شرم کرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔

حضرات! ساری زندگی مسلسل اور مکمل سوال ہے، تجارت، حکومت، تعلیم، سب ایک طرح کے سوالات ہیں، ان میں ایک فریق سائل ہے، دوسرا فریق مسئول، پھر ہر سائل مسئول ہے اور ہر مسئول سائل ہے، ہم اپنے معاشرہ میں پست سے پست انسان کے سائل ہیں، اس لیے کہ ایک کی ضرورت دوسرے سے وابستہ ہے، اس سے کوئی فرد بشر بچ نہیں سکتا، یہی متمدن زندگی کا خاصہ ہے، یہ عقد اور یہ نکاح کیا ہے؟ یہ بھی ایک مہذب اور مبارک سوال ہے، ایک شریف خاندان نے ایک دوسرے خاندان سے سوال کیا کہ ہمارے نور عین اور لخت جگر کو رفیقہ حیات کی ضرورت ہے، اس کی زندگی نامکمل ہے، اس کی تکمیل کیجئے، دوسرے شریف خاندان نے اس سوال کو خوشی سے قبول کیا پھر وہ دونوں اللہ کا نام بیچ میں لاکر ایک دوسرے سے مل گئے اور دو ہستیاں جو کل تک ایک دوسرے سے سب سے زیادہ بیگانہ، سب سے زیادہ اجنبی اور سب سے زیادہ دور تھیں وہ ایسی قریب اور یگانہ بن گئیں کہ ان سے بڑھ کر یگانگت اور قرب کا تصور بھی نہیں ہوسکتا، ایک کی قسمت دوسرے سے وابستہ اور ایک کا لطف وانبساط دوسرے پر منحصر ہو گیا، یہ سب اللہ کے نام کا کرشمہ ہے، جس نے حرام کو حلال ،ناجائز کو جائز، غفلت اور معصیت کو طاعت وعبادت بنا دیا اور زندگیوں میں انقلاب عظیم برپا کر دیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب اس نام کی لاج رکھنا، بڑی خود غرضی کی بات ہوگی کہ تم یہ نام درمیان میں لاکر اپنی غرض پوری کرلو اور کام نکالو، پھر اس پر عظمت نام کو صاف بھول جاؤ اور زندگی میں اس کے مطالبات پورے نہ کرو، آئندہ بھی اس نام کو یاد اور اس کی لاج رکھنا، پھر فرمایا کہ ہاں رشتوں کا بھی خیال رکھنا "واتقوا اللہ الذی تسآء لون بہ والارحام" اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو، ڈرو اور ارحام سے بچو، آج ایک نیا رشتہ ہو رہا ہے، اس لیے ضرورت پڑی کہ قدیم رشتوں کا بھی ذکر کر دیا جائے کہ اس رشتہ سے قدیم رشتوں کا دور اور ان کے حقوق ختم نہیں ہو جاتے، ایسا نہ ہو کہ بیوی کے رشتہ کو یاد رکھو اور ماں کے رشتہ کو بھول جاؤ، خسر کی خدمت ضروری سمجھو اور اپنے حقیقی اور فطری باپ سے منہ موڑ لو، اگر کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ ایسی باتوں کی کون نگرانی کرے گا اور کون ہمیشہ ساتھ رہے گا تو فرمایا "ان اللہ کان علیکم رقیبا" کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے، اللہ اس پر نگراں ہے، یہ وہ گواہ ہے جو ہر وقت ساتھ رہے گا۔

دوسری آیت میں ایک تلخ مگر ناگزیر حقیقت کو یاد دلایا گیا ہے کہ خدا کے پیغمبر ہی کی شان ہے کہ ایسی محفل مسرت وشادمانی میں ایسی تلخ حقیقت کا ذکر کرے، جس سے آدمی اپنے انجام سے غافل نہ ہونے پائے اور اس دولت پر نظر رکھے جو ساتھ جانے والی اور ہمیشہ ساتھ رہنے والی ہے، یعنی دولت ایمان، فرمایا کہ زندگی کتنی ہی پرمسرت، اقبال مند اور طویل ہو، اس کی فکر رکھنا کہ اس کا اختتام خدا کی فرمانبرداری اور ایمان ویقین پر ہو، یہی وہ حقیقت ہے جس کو دنیا کے ایک کامیاب ترین انسان، جس کو اللہ نے فضل وکمال، دولت واقبال، جاہ وجلال اور حسن وجمال سب کی دولت سے مالا مال کیا تھا، نقطۂ عروج پر پہنچنے کے بعد بھی نہ بھولنے پایا، حضرت یوسف علیہ السلام کی وہ دعا یاد کیجئے جو انہوں نے اپنے

زمانہ کے انتہائی عروج اور عزت حاصل کرنے کی حالت میں کی، ان کے الفاظ تھے: "رب قد آتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی باالصالحین". (سورہ یوسف)

اے میرے پروردگار! تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہ تک پہنچنا سکھایا، زمین وآسمان کے بنانے والے تو ہی دنیا وآخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔

حضرت فاطمہ سے حضرت علیؓ کا عقد: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو حضورﷺ کی سب سے کم سن صاحبزادی تھیں، اب ان کی عمر ۱۸ رسال کی ہو چکی تھی اور شادی کے پیغام آنے لگے تھے، حضرت علی نے جب درخواست کی تو آپ نے حضرت فاطمہ کی مرضی دریافت کی اور وہ چپ رہیں، یہ ایک طرح کا اظہار تھا، آپ نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمہارے پاس مہر میں دینے کے لیے کیا ہے؟ بولے کچھ نہیں، آپ نے فرمایا وہ حطیبہ کی ذرہ کیا ہوئی جو جنگ بدر میں ہاتھ آئی تھی، عرض کی وہ تو موجود ہے، آپ نے فرمایا کہ بس تو کافی ہے۔

ناظرین کو خیال ہو گیا کہ بڑی قیمتی چیز ہوگی، لیکن اگر وہ اس کی مقدار جاننا چاہتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ صرف سوا سو روپے ذرہ کے سوا اور کچھ حضرت علی کا جو سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی، حضرت علی نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہ زہرا کے نذر کیا، حضرت علی اب تک آنحضرتﷺ کے ہی پاس رہتے تھے، شادی کے بعد ضرورت ہوگی الگ گھر میں، حارثہ بن نعمان انصاری کے متعدد مکانات تھے، جن میں سے وہ کئی آنحضرتﷺ کو نذر کر چکے تھے، حضرت فاطمہ نے آنحضرتﷺ سے کہا کہ انہی سے اور مکان دلوا دیجئے، آپ نے فرمایا کہاں تک، اب ان سے کہتے کہتے شرم آتی ہے، حارثہ نے سنا تو دوڑ آئے کہ حضور! میں اور میرے پاس جو کچھ ہے سب آپ کا ہے، خدا کی قسم جو مکان لے لیتے ہیں مجھ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ وہ میرے پاس رہ جائے، غرض انہوں نے اپنا ایک مکان خالی کر دیا، حضرت فاطمہ اس میں ٹھہر گئیں۔

شہنشاہ کونینؐ نے سیدہ عالم کو جو جہیز دیا وہ بان کی چارپائی، چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں، دو مٹی کے گھڑے، حضرت فاطمہ جب نئے گھر میں جالیں تو آنحضرتﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے، دروازے پر کھڑے ہو کر اذن مانگا، پھر اندر آئے، ایک برتن میں پانی منگوایا، دونوں ہاتھ اس میں ڈالے اور حضرت علی کے سینہ اور بازوؤں پر چھڑکا پھر حضرت فاطمہ کو بلایا، وہ شرم سے لڑکھڑاتی آئیں ان پر بھی پانی جھڑکا اور فرمایا کہ میں نے اپنے خاندان میں سب سے افضل تر شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے۔ (بشکریہ نقوش اسلام انڈیا)

جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

افغانستان میں شکست کا ملبہ پاکستان پر کیوں؟

دنیائے عرب میں پیش آنے والے انقلابات (Arab Spring) کے بعد اب افغانستان' پاکستان اور ایران (عجم) میں بھی حالات کا رخ بدل چکا ہے۔اور یہاں بھی انقلاب برپا ہے جسے صحیح معنوں میں انقلاب عجم (The Ajam Spring) کہا جا سکتا ہے۔عرب عوام غیر ملکی طاقتوں کے پٹھو حکمرانوں سے نجات کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جبکہ غیر عرب دنیا کے عوام عالمی استعماری قوتوں کے خلاف صف آرا ہیں۔اس جدوجہد کا نقطہ آغاز 1980ء میں افغانستان پر روسی افواج کے حملے اور روس کی شکست وریخت سے ہوا۔ان مجاہدین کو بعد میں طالبان کے نام سے موسوم کیا گیا جنہوں نے امریکہ کے عالمی بالادستی کے عزائم کو چیلنج کیا اور دس سال کے قلیل عرصے میں انہیں شرمناک شکست سے دوچار کر دیا ہے جسے امریکہ قبول کرنے کو تیار نہیں۔یہی وجہ ہے کہ طالبان امریکیوں کو افغانستان سے نکلنے کا پرامن راستہ فراہم کرنے کو تیار نہیں جس طرح انہوں نے 1989ء میں روسیوں کو دیا تھا۔یہی المیہ کیا کم تھا کہ طالبان نے ایک نئی حکمت عملی کے تحت کابل اور قندھار میں سیاسی وعسکری مراکز کو نشانہ بنا کر عالمی قوتوں کو ایک نئی مشکل سے دوچار کر دیا ہے' اور یہ پیغام دیا ہے کہ مستقبل قریب میں امریکہ افغانستان میں اپنا اثر ورسوخ قائم رکھنے کیلئے حصار بندی کا جو منصوبہ بنا رہا ہے'ان حصاروں کو توڑنا طالبان کیلئے آسان ہوگا۔

طالبان کی نئی حکمت عملی کا آغاز قندھار جیل پر کیے جانے والے حملے سے ہوا اور انہوں نے 500 سو کے قریب جنگجوؤں کو آزاد کرالیا' اور پھر ان آزاد ہونے والے جنگجوؤں نے لشکریوں کے ساتھ مل کر تین ماہ کے قلیل عرصے میں میدان شہر اور کابل کے امریکی ٹھکانوں' نیٹو ہیڈ کوارٹرز' امریکہ ایمبیسی' امن کمیٹی ہیڈ کوارٹر اور سی آئی اے ہیڈ کوارٹر پر شدید حملے کیے جن میں 270 سے زائد امریکی ہلاک ہوئے۔طالبان کی ان کارروائیوں سے امریکی عوام پر دہشت طاری ہے جو اسامہ کے قتل کے بعد طالبان کے خلاف فتح پر خوشیاں منا رہے تھے۔سی آئی اے اور عسکری کمان جو کہ امریکی قوم کو من گھڑت دعووں سے بہلا رہے تھے'ان پے درپے شکستوں کا جواز فراہم کرنے میں ناکام ہو کر سارا الزام پاکستانی انٹیلی جنس ایجنسیوں پر ڈال دیا ہے کہ وہ حقانی گروپ کی امداد کر رہی ہیں جس کے سبب امریکی مارے جا رہے ہیں۔ان الزامات کے بعد پاکستان کو سفارتی دھمکیوں اور یک طرفہ حملے کا کھلم کھلا پیغام دیا گیا اور پاکستانی عوام میں خوف وہراس پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔

اس صورت حال کے پیش نظر راقم نے 24 ستمبر 2011ء کو ایک نجی ٹیلی ویژن کو دیے جانے والے انٹرویو میں قوم کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرنے کی کوشش کے ساتھ اس امر کی بھی وضاحت کی کہ ان حالات میں پاکستانی قوم کو اپنی حکومت اور عسکری قیادت سے کیا توقعات رکھنی چاہئیں ۔ مجھے یاد تھا کہ 24 ستمبر ہی کا دن تھا' جب دس سال قبل میں نے جنرل پرویز مشرف کو انتباہ کیا تھا کہ ''افغان عوام کے خلاف امریکہ کی مسلط کردہ جنگ میں فریق بن کر وہ ایک انتہائی غیر اخلاقی وغیر آئینی اقدام اُٹھا رہے ہیں کیونکہ اس کے سبب ہماری قومی سلامتی پر انتہائی مہلک اثرات مرتب ہوں گے۔ میں نے مزید کہا تھا کہ ایک دن یہ جنگ ہم پر پلٹ دی جائے گی جس سے ہماری ملکی سلامتی داؤ پر لگ جائے گی لیکن تمام مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود طالبان اس جنگ میں فاتح کی حیثیت سے ابھریں گے جبکہ امریکہ اور اس کے اتحادی شکست سے دوچار ہوں گے اور یہ شکست ویتنام کی شکست سے زیادہ ذلت آمیز ہوگی اور انہیں صدر پاکستان اور چیف آف آرمی سٹاف ہونے کے ناطے افغانستان کی آزادی کی خاطر جانیں قربان کرنے والے جہادیوں کے خون کا سودا کرنے کے جرم میں بدترین شرمندگی اور ذلت اٹھانا پڑے گی۔ لیکن افسوس کہ میرے مشورے پر غور کرنے کی بجائے مشرف نے مجھے دشمن سمجھ لیا۔ ___ اسی طرح 24 ستمبر 2011ء کو راقم نے TV کو دیے جانے والے انٹرویو میں قوم کو پیغام دیا کہ ''ملکی افق پر منڈلاتے ہوئے خطرے سے نمٹنے کے لئے مسلح افواج کو فوری طور پر متحرک کیا جانا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قوم کو تیار کیا جائے کہ وہ ممکنہ جارحیت کی صورت میں مسلح افواج کی پشت پر کھڑی ہو۔ فوج کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہونے کے لیے قبائل کو آمادہ کیا جائے کہ اگر پاکستان پر حملہ ہوتا ہے تو جنگ کو افغان سرزمین کی جانب دھکیل دیا جائے جہاں ہماری افواج' ہمارے قبائل' طالبان اور افغان مجاہدین کے ساتھ مل کر ایک ایسی قوت بن جائیں گے جس کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکے گی۔

افواج پاکستان پہلے ہی فیصلہ کر چکی تھیں اور دوسرے ہی دن یعنی 25 ستمبر کو کسی بھی ممکنہ جارحیت سے نمٹنے کے لئے مسلح افواج پاک افغان سرحد پر اپنی جنگی پوزیشنوں پر پہنچ گئیں اور پاک فضائیہ کو ''ریڈ الرٹ'' کر دیا گیا۔ سیاسی قیادت نے بھی ملی بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے بیرونی خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے مثبت ردعمل ظاہر کیا ہے۔ اس طرح خوف وخطرے سے دوچار قوم میں نیا جوش اور خوداعتمادی پیدا ہوئی ہے۔ افواج پاکستان کی تیاری دیکھ کر امریکہ کا لب ولہجہ نرم پڑ گیا اور دھمکیوں کی بجائے مفاہمت کے پیغامات آنے شروع ہوئے ہیں۔ امریکی تجزیہ نگار ہنری کسنجر اور طالبان کمانڈر سراج الدین حقانی نے بھی پینٹاگون کے پالیسی سازوں کو پاکستان کے خلاف کسی قسم کی مہم جوئی سے باز رہنے کا مشورہ دیا ہے کیونکہ اس سے تصادم کا دائرہ پھیلے گا جسے کنٹرول کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر جنگ کا دائرہ وسیع ہوا تو پاکستان وافغانستان کی دفاعی قوتوں کے سیل برہم کے سامنے کوئی طاقت ٹھہر نہ سکے گی اور افغانستان کی تاریخ بھی گواہ ہے کہ قابض فوجیں افغانستان سے زندہ بچ کر کم ہی واپس گئی ہیں۔ اس پیغام کی افادیت کو

سمجھ لیا گیا ہے اور اب باہمی تنازعات کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

مسلح افواج کی بروقت کاروائی نے ممکنہ جارحیت کا راستہ روک دیا ہے۔ وزیر اعظم نے آل پارٹیز کانفرنس بلائی ہے جو غیر ضروری ہے کیونکہ تمام قومی معاملات پر بحث کرنے کیلئے پارلیمنٹ موزوں ترین ادارہ ہے۔ لیکن پارلیمنٹ نے بھی اپنی افادیت کھو دی ہے کیونکہ اس سے قبل ڈرون حملوں اور سانحہ ایبٹ آباد کے خلاف جو قرار دادیں منظور کی گئی تھیں انہیں ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیا گیا ہے۔ موجودہ حالات میں ہماری سیاسی قیادت کیلئے بہترین حکمت عملی یہی ہونی چاہیئے کہ وہ مسلح افواج کی بروقت کاروائی کی وجہ سے حاصل ہونے والی برتری کو قائم رکھیں۔ بڑی حیرت کی بات ہے کہ مسلح افواج کے کمانڈر صدر پاکستان آصف علی زرداری' معاملات کا حل اپنی پراسرار خاموشی سے تلاش کررہے ہیں۔ اس خاموشی کے پیچھے دراصل وہ تذویراتی تحفظ ہے جو آج پاکستان کو میسر ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس وقت چین اور ایران ہمارے ساتھ کھڑے ہیں جبکہ روس بھی قابض فوجوں کا عبرتناک انجام دیکھنا پسند کرے گا۔ یہ تذویراتی صورت حال دراصل ایک طرح کا حفاظتی حصار ہے جسے تشکیل دینے پر صدر زرداری تحسین کے لائق ہیں کیونکہ انہوں نے اُسی طرح کا کردار ادا کیا ہے جیسا کہ ذوالفقار علی بھٹو نے کیا تھا اور قوم کے آگے سرخرو ہوئے تھے۔ لیکن دشمنوں نے انہیں ہلاک کر دیا۔ اس وقت صدر زرداری کی زندگی کو خطرہ ہے' انہیں مشورہ ہے کہ اپنی حفاظت پر توجہ دیں۔

یہ ایک تاریخی لمحہ ہے جو عالمی جارح قوتوں کے خلاف افغانستان' پاکستان اور ایران کی جدوجہد کی پہچان ہے اور تینوں ممالک کو اپنے مشترکہ مفادات کے تحفظ کے لئے متحد و یکجان کرنے کا باعث بنا ہے' جس کے نتیجے میں تینوں برادر اسلامی ممالک کے مابین اتحاد کی راہ ہموار ہوئی ہے اور یہی میرے Strategic Depth کے دیرینہ خواب کی تکمیل بھی ہے' جس کا اظہار میں نے 25 اگست 1988ء کو فارمیشن کمانڈرز اور راولپنڈی گریژن کے آفیسرز سے خطاب کے دوران کیا تھا کہ: ''آج ہم ایک نئے دور کا سورج طلوع ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ روس کی شکست کے بعد افغانستان آزاد ہو چکا ہے۔ عراق کے ساتھ آٹھ سالہ ظالمانہ جنگ کے بعد ایران ایک ناقابل شکست طاقت بن کر ابھرا ہے اور وہاں اسلامی انقلاب اپنی جڑیں مضبوط کر چکا ہے اور پاکستان میں آمریت کے گیارہ سالہ دور کے بعد جمہوری سفر شروع ہو چکا ہے۔ آزادی کی صبح طلوع ہو چکی ہے اور یہ وقت تینوں ممالک کے لئے انتہائی موزوں ہے کہ وہ ''تذویراتی گہرائی'' کے نظریے کو عملی شکل دیں اور اپنے قومی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنائیں''

ایسے خوابوں کے شرمندہ تعبیر ہونے میں وقت لگتا ہے۔ میرے اس خواب کو حقیقت کا روپ دھارنے میں ایک عرصہ گزر چکا ہے اور اس دوران جنگ وجدل اور تباہی و بربادی کا بازار گرم رہا ہے' جس نے تینوں ممالک کو یکجا ہونے پر مجبور کیا ہے' جس میں سب کا مشترکہ فائدہ ہے کیونکہ ''تذویراتی گہرائی'' کا نظریہ ہر زاویے سے سلامتی و تحفظ کی ضمانت ہوگا۔ عالمی استعمار سے نجات پانے کے لئے افغانستان' پاکستان اور ایران کے اتحاد۔ انقلاب عجم۔۔۔ کی معطر ہوائیں چلنا شروع ہو گئی ہیں جن کی سرسراہٹ ہمیں سنائی دے رہی ہے اور ہمارے دکھی دل و دماغ اور زخمی جسموں کو فرحت اور تازگی بخش رہی ہیں۔

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی
استاذ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بیاد مفتی اعظمؒ قِران السعدین

صدرالمدرسین مولانا عبدالحلیمؒ زروبی اور مفتی اعظم مولانا محمد فریدؒ زروبی

آپ کے مولد و مدفن زروبی کی علمی و روحانی عظمت

صوبہ سرحد کے ضلع صوابی میں قصبہ زروبی اپنی درخشاں علمی روایات کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔اور اپنی روحانی شان وشکوہ کے باعث آسمان اور یہ چرخ گردوں بھی اس کی عظمت کو سلام عقیدت پیش کرتا ہے۔ ہر دور میں اس قصبہ میں علم وفضل زہد وتقویٰ رشد وہدیٰ اور استقلال وعزیمت کے رجال پیدا ہوئے ہیں۔اسوجہ سے علمی وروحانی دنیا اسی بستی کے اس عظیم کردار پر نازاں وفرحان ہے' سالہاسال سے یہ خطہ زمین اربابِ علم اصحاب زہد حاملین شریعۃ اور طریقہ اور اہل عزم وہمت کا گہوارہ رہا ہے۔اور اسی مردم خیز خاک نے ایسے نابغہ روزگار رجال کار اور عبقری شخصیات پیدا کیں جن کی عظمت پر ہمارے اسلاف کی مقدس ارواح عالم بالا میں خوشی ومسرت سے سرشار ہیں' یہ بستی ان اکابر کا مولد ومدفن ہے جنہوں نے سالہاسال سے مسند علم وآگہی کو آباد رکھا اور جن کے روحانی جاہ وجلال سے میکدہ' سلوک و احسان پرخمار رہا۔ان ساقیان عہد الست سے معرفت کے میخانوں میں دھوم رہی اور ان قدسی صفات نفوس نے مادی اسباب اور دینوی شان وشوکت کو خیر باد کہہ کر مکمل یکسوئی ودلجمعی کے ساتھ شریعت وطریقت دین وعلم دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ جب ہم اپنے ان بزرگوں کے محیر العقول واقعات سنتے ہیں تو ان کے پس منظر میں خیر القرون اور قرون وسطیٰ کے اسلاف کا دلآویز عکس صاف جھلکتا نظر آتا ہے۔ واہ وہ کس قدر سیرت وکردار کے حوالے سے حسین ہستیاں تھیں جن کو اللہ کریم نے اپنے قرب اور مقام معرفت کی آگاہی سے نوازا تھا۔ وہ حضرات صاحبانِ کشف اور اسرار ورموز شریعت کے امین تھے۔ایسی شخصیات سے یہ قصبہ چشمک زن آفتاب وماہتاب اور علمی وجاہت کے اعتبار سے نارش' سمرقند وبخارا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی مردم خیزی کے چرچے اکناف عالم اور افق تا بہ افق پھیلے ہوئے ہیں۔

زروبی ڈھیری کو منتقل ہونے سے قبل یہ قریہ منارہ کے نام سے مشہور تھا۔اس نام سے بھی اس کی عظمت عیاں ہے۔گویا یہ قصبہ نورِ علم وفضل کا بلند وبالا مینار تھا۔جب ''دریا غم'' کے سال ۱۲۵۵ھ آج سے ۱۷۳ سال قبل دریائے سندھ

میں خونی سیلاب آیا جس کی وجہ سے دریا کے کنارے آباد قصبے اور دیہات دریا برد ہوئے اور ان بستیوں کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا اس وقت منارہ گاؤں کے رہنے والوں نے دریائے سندھ سے تقریباً سوا میل کے فاصلے پر جانب شمال میں نئی بستی کی بنیاد رکھی تو اس وقت بھی منارہ بستی قال اللہ اور قال الرسول کی صدائے دلنواز سے گونج رہی تھی اور وہاں پر ہر سو حلقہ ہائے درس موجود تھے' جبکہ تصوف وسلوک کی بارونق اور روحانی انوارات سے مملو خانقاہیں بھی آباد تھیں۔ یہ تمام علمی وروحانی حلقات حضرت مفتی اعظم عارف باللہ فقیہ النفس علامہ مفتی محمد فرید صاحب نور اللہ مرقدہ اور میرے والد محترم امام المتکلمین شیخ التفسیر امیر المحدثین صدر المدرسین علامہ عبدالحلیم قدس سرہ العزیز کے آباؤ اجداد اور اکابر کے گرد جمع ہوتے اور یہاں تشنگانِ علم متلاشیانِ حق اور دلدادگانِ سلوک دور دراز علاقوں سے رختِ سفر باندھ کر تشریف آوری کرتے اور علوم ومعارف کے جواہر وگہر ہائے آبدار سے جھولیاں بھر بھر کر اپنے بلاد واوطان کی طرف خراماں خراماں واپس جاتے اور یہاں کے چشمہ صافی سے سیراب ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں علم وعرفان کی محفلیں سجاتے' یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے پر علمی حوالے سے اس قصبے کے انمٹ نقوش ثبت ہیں۔ مستقبل کا مورخ جب بھی اعلامِ وقت واساطین امت ارباب فضل وکمال نابغہ روزگار افراد اور عبقری شخصیات و جہاندیدہ دوران کا تذکرہ لکھے گا یا ان بلدان وقصبات کے متعلق تاریخ مرتب کرے گا تو اس گل بداماں بستی سے صرف نظر نہیں کر سکے گا۔ اگر کوئی متعصب یا سیر وتاریخ کے اصولوں سے نابلد مورخ اس کا تذکرہ کئے بغیر آگے بڑھے گا تو یہ گویا روزِ روشن میں آفتاب عالمتاب کی ضیاء باری اور نور افشانی سے انکار کے مترادف ہوگا۔

قصبہ زروبی جو کہ احقر راقم کی جنم بھومی ہے اس کی اسی نابغیت سے متاثر ہو کر صنعتِ تلمیع میں بندہ نے اس بے مثال بستی کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

ز = زرنگار ومرمریں یہ خطہ جنت نظیر ہر کوئی ہے آج اسکے حسن فطرت کا اسیر
ر = روح پرور اس کی شامیں اور صبحیں دلنشیں اس کی عظمت پر ہے نازاں رفعت ماہِ منیر
و = وارثان مصطفیٰؐ کا ہے یہ مسکن آفریں تشنگان علم کو ہے مژدہ ابر مطیر
ب = باعثِ صد افتخار عالم علم وعمل شان سے واقف ہے اسکی جو بھی ہے روشن ضمیر
ی = یاالٰہی فتنہ سامانی سے اس کو دور رکھ بوئے خاک اس کی ہے فائی نازش مشک وعبیر

قصبہ زروبی دو حصوں میں منقسم ہے۔ مغربی جانب کی جو آبادی ہے اخوسعید کی اولاد پر مشتمل ہے' جبکہ مشرقی حصہ کے رہنے والے ابوسعید کی نسل ہے۔ اب تو آبادی میں کافی اضافہ ہوا ہے اس لئے یہ تفریق ختم ہو چکی ہے جس طرف بھی کسی کو گھر بنانے کے لئے زمین مل جائے اسی جانب آباد ہو جاتا ہے۔ حضرت مفتی اعظمؒ کا تعلق مشرقی جانب سے تھا۔ وہاں آپ کے آباؤ اجداد نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا تھا اور تلامذہ کا ایک وسیع حلقہ ان کے گرد جمع

ہوتا۔ جبکہ حضرت صدر المدرسین کا تعلق مغربی حصہ سے تھا' اس لئے ان کے آباؤ اجداد نے علم و معرفت کا خوانِ یغما یہاں پر پھیلایا تھا۔ اور میخانہ شعور و آگہی یہاں پر لگایا تھا اور تشنگانِ علم و متلاشیانِ حق ان دونوں سرچشمہ ہائے فیض سے اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ ان دونوں حلقہ ہائے درس سے بڑی بڑی عبقری شخصیات نابغہ روزگار' رجال کار اور عظیم ہستیاں نکلیں جن کی رفعتوں پر آج علمی دنیا کو ناز ہے اور فضاؤں و صحراؤں کی وسعتیں بھی ان جہابذہ وقت کی روحانی وسعتوں پر سرشک افشاں ہیں۔

قران السعدین: حضرت مفتی اعظمؒ اور امام المتکلمین علامہ عبدالحلیم صاحب قدس سرہ عرف صدر صاحبؒ چونکہ اسی روحانی اور علمی بستی کے باسی تھے اور ان ہر دو حضرات نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک نہ صرف دین وشریعت کی خدمت کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عوام اور علاقے کے لوگوں کی تربیت و اصلاح پر بھی بھرپور توجہ دی۔ اور اس کٹھن اور دشوار گزار راستے میں ان کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آج سے ۲۵۔۳۰ سال قبل لوگ شادیوں میں طوائف بلاتے اور ان کے ناچ گانے کیلئے حجروں میں مجروں کی محفلیں سجاتے اور فحاشی کے یہ مناظر بڑی دھوم دھام سے اوباش اور بدمعاش قسم کے لوگ دیکھتے۔ اور دور دراز علاقوں سے ان شیطانی مجالس میں شرکت کیلئے آتے۔ بالآخر حضرت صدر صاحبؒ اور حضرت مفتی اعظمؒ کی مساعی اور کوششوں سے اسی لعنت کا خاتمہ کیا گیا۔

اللہ کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آسمان علم کے ان آفتاب و ماہتاب کے درمیان مسلک و اعتقاد اور سیاسی حوالے سے مکمل ہم آہنگی تھی اور انہوں نے تمام دینی و ملی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خواہ وتحریک ختم نبوت ہو' تحریک نظام مصطفیٰ ہو' فرق باطلہ کا تعاقب ہو' ملک میں اسلامی نظام کیلئے عملی جدوجہد ہو' ان تمام تحریکات میں انہوں نے ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۰ء میں جنرل یحییٰ خان نے ملک میں عام انتخابات کا اعلان کیا جس کے نتیجے میں ملک بھر کی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے اس میں حصہ لیا۔ علماء دیوبند کے سیاسی و مذہبی پلیٹ فارم سے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے بھی ملک بھر کے اکثر حلقہ جات سے اپنے امیدوار میدان میں اتارے' ہر ایک جماعت اپنے امیدوار کی کامیابی کے لئے سرتوڑ کوشش میں مصروف تھی' یہاں ہمارے صوبہ سرحد بالخصوص صوابی مردان چارسدہ میں سرخپوشوں کی اکثریت تھی اور وہ علماء کا سیاسی میدان میں آنے کو بہت برا سمجھتے تھے اور اپنے جلسوں اور جلوسوں میں علماء کے خلاف انتہائی گھٹیا زبان استعمال کرتے تھے' ان حالات میں حضرت صدر صاحبؒ اور حضرت مفتی صاحبؒ نے گھر گھر جا کر جمعیت کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اور انہوں نے باقاعدہ شیڈول مرتب کیا تھا' جمعرات اور جمعہ کیلئے ان دونوں میں آپ کئی کئی جلسوں میں خطابات اور تقاریر کرتے۔ آج انہی بزرگ ہستیوں کی محنت کا ثمر ہے کہ گاؤں کی فضا دینی ماحول سے مزین ہے' اسی طرح ان دونوں جبال علم کا آپس میں بہت خوشگوار تعلق خاطر تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح آپ سے پڑھوایا تھا' کئی بار آپ دونوں اپنے بزرگوں اور اساتذہ عارف باللہ امام الاولیاء

رئیس الاتقیاء شاہ ولی اللہ سرحد شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی اور جامع المعقول والمعقول نابغہ روزگار حضرت مولانا قطب الدین صاحب قدس سرہ کی ملاقات و زیارتوں کے لئے غور غشتی (ضلع اٹک) اکھٹے براستہ دریائے سندھ بذریعہ شناس پانی میں تیر کر گئے ہیں۔حضرت مفتی صاحبؒ بہت ماہر تیراک تھے اسوقت جب تربیلا ڈیم مکمل نہیں ہوا تھا دریائے سندھ (اباسین) میں تاحد نگاہ پانی ہوتا۔اور پھر گرمیوں میں تو یہ دریا گویا ایک سمندر اور بحر ناپیدا کنار کا منظر پیش کرتا' حضرت مفتی صاحب ان گہرے پانیوں میں تیرا کی کیا کرتے تھے' (شناس مشکیزے کی طرح چمڑے سے بنایا جاتا تھا' اور تیراک اس میں ہوا بھر کر دریا عبور کرتے' اب اسکی جگہ بڑے بڑے ٹیوبوں نے لے لی ہے) یہ آپ حضرات کا اپنے اکابر و اساتذہ کیساتھ محبت کی بین دلیل ہے۔

ایک دفعہ اکابرین رائیونڈ مرکز کے اصرار پر یہ دونوں عظیم ہستیاں طلبہ کا امتحان لینے کی غرض سے وہاں تشریف لے گئے' واپسی پر حضرت مفتی صاحبؒ نے دوران ملاقات فرمایا کہ وہاں پر ان حضرات نے تقاریر اور بیانات کا تقاضا کیا کہ آپ حضرات یہاں پر طلبہ اور علماء سے خطاب فرمائیں تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ میں اردو میں تقریر اور بیان نہیں کر سکتا اور نہ مجھے اس کا تجربہ ہے' البتہ حضرت صدر صاحبؒ نے دیوبند اور دہلی وغیرہ میں وقت گزارا ہے اور اردو زبان میں تدریس بھی کی ہے' اس لئے وہ آپ کے سامنے خطاب فرمائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا' حضرت صدر صاحبؒ نے اردو میں علم و اہل علم کی فضیلت پر بہت ہی عالمانہ انداز میں بیان فرمایا۔حضرت مفتی صاحب اکثر اپنی مجالس میں اس سفر کا تذکرہ فرماتے۔

• حضرت مفتی اعظمؒ نے اپنے عظیم والد حضرت العلامہ مولانا حبیب اللہ صاحبؒ المعروف بہ صاحب حق صاحب زروبی کے سوانح حیات میں ان کے مشہور تلامذہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ان میں حضرت صدر صاحبؒ کا اسم گرامی بھی موجود ہے' اس حوالے سے کہ حضرت مفتی صاحبؒ حضرت صدر صاحبؒ کے استاد زادے تھے' اسی تناظر میں بھی وہ آپ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ حضرت صدر صاحب کی اپنے استاد محترم حضرت صاحب حق صاحبؒ نے از حد عقیدت تھی جب آپ کا سانحہ ارتحال پیش آیا تو امام المتکلمین حضرت صدر صاحبؒ پر اس واقعہ فاجعہ کا بہت اثر تھا اور وہ آپ کی وفات پر انتہائی افسردہ تھے' آپ نے تین دن مسلسل آپ کی فاتحہ خوانی اور تعزیت میں شرکت کی تھی اور اسباق کا ناغہ کیا تھا۔

آپ دونوں کے درمیان تعلق خاطر کا یہ عالم تھا کہ علاقہ یا گاؤں میں جب کوئی اجتماعی مسئلہ پیش آتا تو بھی یہ دونوں حضرات اس پر ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرتے اور ان کی یہ کوشش ہوتی کہ علاقہ اور گاؤں میں انتشار پیدا نہ ہو۔ عیدین اور ہلال رمضان کے موقع پر بھی اسی طرح باہمی مشاورت کا مظاہرہ کرتے' کیونکہ یہ دونوں مواقع علاقے میں تشتت و افتراق کا سبب بنتے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا ۱۹۷۹ء میں حضرت امام

المتکلمین صدر صاحبؒ بلوچستان کے تلامذہ کے اصرار پر شعبان، رمضان کی تعطیلات میں کوئٹہ تشریف لے گئے، حضرت صدر صاحبؒ کا ارادہ تھا کہ عید الفطر کے لئے واپس گاؤں تشریف لائیں لیکن تلامذہ بضد تھے کہ عید الفطر آپ ہمارے ساتھ کوئٹہ میں ہی گزار دیں۔ چنانچہ آپ عید کے موقع پر کوئٹہ میں رہے، اسی دوران بدقسمتی سے یہ ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ ۲۹ رمضان کو رات عید الفطر کی رؤیت ہلال کی شہادتیں قریبی علاقوں سے موصول ہوئیں۔ ان شہادتوں کو حضرت مفتی صاحب نے ناکافی سمجھتے ہوئے ان پر عدم اطمینان کا اظہار کیا جبکہ بعض دیگر علماء کے ہاں وہ شہادتیں قابل قبول تھیں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں شہادتوں کو بنیاد بنا کر ان کی روشنی میں عید الفطر کا اعلان کیا۔ اور مفتی صاحبؒ کی طرف سے روزہ رکھنے کی تلقین کی گئی۔ اسی طرح گاؤں دو عیدوں میں بٹ گیا۔ جب حضرت صدر صاحبؒ تشریف لائے اور ان کو اس ناخوشگوار واقعے کا علم ہوا تو انتہائی کبیدہ خاطر ہوئے اور اس پر بہت ہی برہمی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ان کو چاہیے تھا کہ متفقہ لائحہ عمل اختیار کرتے تو نوبت اس قدر اختلاف اور تشتت وافتراق تک نہ پہنچتی۔ یہ تو بہت بُرا معاملہ ہوا ہے، اور یہ واقعہ ہماری جگ ہنسائی کا سبب بنے گا پھر جب دوسرے سال رمضان المبارک کا مہینہ آیا، رمضان کی ۲۹ تاریخ تھی اور یہ انتہائی گرمیوں کے یعنی جون جولائی کے مہینوں کے روزے تھے، ہم اکثر ساتھی تمام روزے دریائے سندھ میں گزارتے اور پھر افطاری کے لئے واپس گھر آتے۔ رمضان کی ۲۹ ویں تاریخ تھی، اس دن ہمارے ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ آج افطاری کا پروگرام دریا کے کنارے بنائیں گے۔ چنانچہ ہم ۷/۸ ساتھی اکٹھے ہو گئے اور اسی طرح دوسرے نوجوانوں نے بھی اپنی طرف سے پروگرام طے کیے، چنانچہ دریا کے کنارے اچھا خاصا ''میلہ'' بج گیا۔ لڑکے افطاری کے لئے مختلف کھانوں کے پکانے میں اور تیاریوں میں مصروف تھے۔ مغرب کی اذان کا وقت ہوا، بہت ہی خوشگوار ماحول تھا، دریائے سندھ کے ٹھنڈے پانیوں اور فطری حسن کا ہم نظارہ کرتے تھے، مطلع بھی بالکل صاف تھا۔ آسمان پر دور دور تک بادل کا نام ونشان تک نہ تھا۔ راقم نے ساتھیوں سے کہا کہ مطلع بالکل صاف ہے عید کا چاند دیکھنے کی کوشش کریں۔ ہمارے دوستوں میں ایک ساتھی تھا اس کو چاند کا مطلع معلوم تھا، وہ اکثر رمضان اور عید کا چاند دیکھا کرتا تھا۔ چنانچہ جب اس نے چاند کے مطلع کی طرف نگاہ اٹھائی تو اس کو چاند نظر آیا، اس نے تمام ساتھیوں کو وہ دکھایا۔ ساتھیوں نے کہا کہ اگر مولانا صاحب (راقم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) نماز سے جلد فارغ ہو گئے تو ان کو بھی چاند دکھائیں گے کیونکہ اگر ہم نے کہا کہ ہم نے دریا کے کنارے سے چاند کا نظارہ کیا ہے اور ہم نے عید کے چاند کی رویت کی ہے۔ تو حضرت صدر صاحب فرمائیں گے کہ چند چرسی اور اوباش دریا پر گئے تھے اور اب دروغ گوئی سے کام لے کر کہتے ہیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے۔ چونکہ حضرت صدر صاحب اس بارے میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے حتیٰ کہ بعض اوقات علاقہ میں عید منائی جاتی تھی اور آپ اپنے گاؤں میں عید کا اعلان نہیں فرماتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جلدی فارغ ہو جائیں تاکہ آپ کو بھی چاند دکھائیں کیونکہ پہلی رات کے چاند کا دورانیہ کم ہوتا ہے، جلدی کریں

کہ غروب ہونے سے پہلے پہلے آپ چاند دیکھ سکیں۔ چنانچہ راقم نے بھی آخری لمحات میں چاند کو دیکھا۔ جب گاؤں کو یہ خبر پہنچی تو لوگوں کی کثیر تعداد ہمارے استقبال کے لئے آ گئی۔ پھر ہم اپنے محلے کی مسجد گئے' وہاں پر میرے چچا حضرت مولانا محمد صدیق صاحبؒ فاضل دیوبند' ہمارے انتظار میں تھے۔ انہوں نے عشاء کی نماز پڑھائی تھی اور مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی' ہم نے ان کو کہا کہ اگر گاؤں میں کسی نے چاند دیکھا ہو تو ہم سات ساتھیوں نے بھی چاند دیکھا ہے۔ ہم ان کے ساتھ گواہی دیں گے' انہوں نے کہا کہ آپ حضرت صدر صاحبؒ کے پاس جائیں چونکہ آپ دوسری قریبی مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے تھے' ہم وہاں گئے' انہوں نے گواہی لی' اتنے میں ایک اور شخص آیا' اس نے کہا کہ قریبی فلاں گاؤں میں بھی آٹھ آدمیوں نے چاند دیکھا ہے۔ صدر صاحب نے فرمایا کہ ہمیں ان کی ضرورت نہیں یہ ہمارے اپنے گاؤں کے لڑکے اور جوان ہیں ان کو ہم جانتے ہیں اور ان سے ہم گواہی لی ہے۔ پھر صدر صاحب نے فرمایا کہ آپ اب حضرت مفتی صاحب کے پاس جائیں اگر وہ اس پر راضی ہیں تو پھر آپ انہیں کہیں کہ حضرت آپ خود عید کا اعلان فرمادیں۔ ہم از خود پہلے اعلان نہیں کراتے۔ اور اگر وہ اس سے مطمئن نہیں تو پھر ہم بھی اعلان نہیں کرائیں گے تاکہ گزشتہ سال کی طرح ناخوشگوار معاملہ پیش نہ آئے۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ جب حضرت صدر صاحبؒ نے گواہی لی ہے تو وہ کافی ہے پھر جب ان کی طرف سے اس شہادت کی تصویب ہوئی تو ہم نے انہیں کہا کہ حضرت آپ اعلان فرمائیں۔ چنانچہ ان کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ یہاں ہمارے ہاں صحیح شہادت آئی ہے اور اسی شہادت کی بناء پر کل کا دن عید الفطر کا ہے۔ یہاں پر قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس سال تمام پاکستان میں ایک ہی دن عید الفطر منائی گئی تھی۔ اور رویت ہلال کمیٹی آف پاکستان نے بھی عید کا اعلان کیا تھا۔ میری یادداشت میں یہ پہلی متفقہ عید تھی۔ الغرض حضرت صدر صاحبؒ اور حضرت مفتی صاحبؒ کی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح کا تشتت اور افتراق وانتشار پیدا نہ ہو۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب مرحوم جو کہ علاقہ بونیر کے رہنے والے تھے' وہ یہاں افتاء کے ساتھ اعلیٰ کتابوں اور دورۂ حدیث کی بعض کتابوں کی تدریس پر مامور تھے۔ بدقسمتی یہ تھی کہ وہ مودودی صاحب سے بہت متاثر تھے اور ان کے دفاع میں ایک کتاب بھی لکھی تھی جس کا نام ہے مولانا مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس کتاب میں مفتی صاحب نے تمام اعتراضات کا دفاع کیا ہے جو کہ مودودی صاحب پر وارد کئے گئے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ العزیز وہ تو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے نہ صرف تلمیذ رشید بلکہ ان کے عشاق میں سے تھے اور حضرت مدنیؒ کا نظریہ تو مودودی صاحب کے متعلق اظہر من الشمس تھا تو دارالعلوم حقانیہ میں ایسے شخص کی موجودگی حضرت مدنیؒ کے دیگر تلامذہ پر ناگوار گزری چنانچہ انہوں نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سے اس کے متعلق بات کی' کہ دارالعلوم حقانیہ جیسے عظیم ادارہ میں ایسے استاذ کی موجودگی

جامعہ کے لئے نقصان دہ ہے اس دوران حضرت صدر صاحب قدس سرہ نے حضرت شیخ الحدیثؒ کو تجویز دی کہ یہاں جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں صاحبِ حق صاحب زروبیؒ کے فرزند رشید جو کہ نہ صرف ان کے جانشین بلکہ ان کے علوم و معارف کے امین بھی ہیں اگر ان کو دارالعلوم حقانیہ آنے کی دعوت دی جائے تو یہ مدرسہ کے لئے بہتر ہوگا چنانچہ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے فرمایا ہاں میں حضرت صاحب حق صاحب زروبی سے واقف ہوں وہ بہت ہی متبحر عالم دین تھے' یہ تو بہت اچھی بات ہوگی اگر وہ یہاں تشریف آوری فرماتے ہیں پھر حضرت صدر صاحبؒ کو آپ نے فرمایا کہ آپ حضرت مفتی صاحب کا استمزاج کریں ان کے سامنے اپنی تجویز بھی پیش فرمادیں اور ہماری طرف سے دعوت بھی' چنانچہ حضرت صدر صاحبؒ حضرت مفتی صاحب کے پاس جامعہ اسلامیہ تشریف لے گئے' وہاں سے دونوں حضرات دریائے کابل جو کہ جامعہ اسلامیہ کے عقب میں جانب شمال بہتا ہے' کی طرف چہل قدمی کے انداز میں چلے گئے' کچھ دیر دریا کے کنارے بیٹھے رہے۔ حضرت صدر صاحب نے ان کو اپنی تجویز اور حضرت شیخ الحدیث کی طرف سے دعوت کے متعلق بتایا واپسی پر حضرت صدر صاحبؒ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کو اپنی ملاقات اور اپنے پیغامات سے آگاہ کیا' اس کے بعد حضرت شیخ الحدیثؒ نے ناظم دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا سلطان محمود صاحب قدس سرہ کے ذریعہ آپ کے ساتھ رابطے جاری رکھے' چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں استخارہ کے بعد آپ کو اپنے فیصلہ سے آگاہ کروں گا۔ چنانچہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور اس عظیم اسلامی یونیورسٹی میں بلانے اور آنے کا سبب اور باعث حضرت صدر المدرسین تھے ان کو آپ کی علمیت اور قابلیت کا اندازہ تھا کہ یہ جوہر قابل اس قابل ہے کہ یہاں دارالعلوم حقانیہ سے اپنا علمی فیض جاری وساری رکھیں۔ چنانچہ یہاں دارالعلوم حقانیہ میں آپ نے ۳۰ رسال سے زیادہ کا عرصہ گزارا اور ہزاروں تلامذہ کے ساتھ ساتھ لاکھوں کی تعداد میں فتاویٰ آپ کے دست مبارک سے اکناف عالم میں پھیل گئے۔ اور آج آپ کے فیض کا بحر مواج ایک عالم کو سیراب کردیا ہے۔

کبھی کبھی آپس میں ہلکا پھلکا مزاح بھی کیا کرتے۔ ایک دفعہ دونوں حضرات اکوڑہ خٹک آرہے تھے' گاؤں سے مین روڈ تک راستہ جو کہ پانچ کلومیٹر ہے' سواری کے ذریعہ آمدورفت کے قابل نہ تھا' اس لئے وہ پیدل جارہے تھے' آپس میں گفتگو میں بھی مشغول تھے' مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ آج کل لوگوں کا مزاج کچھ اس طرح بن گیا ہے کہ اگر کسی معاملہ کو سلجھانے کی خاطر ان کے ساتھ نرمی سے بات کی جائے تو وہ اور بھی اکڑ جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری طاقت کے خوف سے انہوں نے نرمی اختیار کی ہے تو صدر صاحبؒ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ فرمایا کہ پشتو میں کہا جاتا ہے۔ بے پیرہ لہ بے مذہبہ پکار دے (بے پیر آدمی کے مقابلہ کیلئے بغیر مذہب والا آدمی چاہیے) پھر فرمایا

وبعض الحلم عند الجهل للذلة اذعان　　وفي الشر نجاة حين لاينجيك احسان

اور بعض اوقات جہالت کے مقابلہ میں بردباری اختیار کرنا ذلت کی اطاعت کرنا ہے' جب تجھے احسان نجات نہ دے تو پھر لڑائی میں نجات ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ جمعہ کے روز حضرت مفتی صاحبؒ حضرت صدر صاحبؒ کے پاس گھر تشریف لائے اور ان کو فرمایا کہ اگر ضعف و بیماری کی وجہ سے آپ کو بخاری شریف جلد دوم پڑھانے میں تکلیف محسوس ہو رہی ہو۔ تو اس کا کچھ حصہ میں پڑھاؤں گا۔ یہ 77-1976 کا واقعہ ہے' انہی ایام میں شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان مدنی شہیدؒ کی تقرری' دارالعلوم حقانیہ میں ہوئی تھی تو حضرت صدر صاحبؒ نے فرمایا کہ جلد ثانی کے اول پانچ پارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی خواہش پر شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان شہیدؒ کے سپرد کرتا ہوں۔ پھر حضرت مفتی اعظمؒ نے بھی جلد اول کے پانچ پارے حضرت الشیخ کی سفارش پر ان کے حوالے کئے۔ چنانچہ بخاری شریف کے تیس پارے وقت کے ان تین مسلم الثبوت شیوخ میں تقسیم کئے گئے۔ پہلا حصہ حضرت مفتی اعظمؒ ' دوسرا حضرت شیخ الحدیث مولانا حسن جان شہید اور تیسرا حضرت امام المتکلمین کی زیر تدریس رہے۔ یہ ہماری خوش بختی تھی کہ قران السعداء کے حسین منظر کا نظارہ ہم ہر روز کیا کرتے تھے۔ آہ! وہ منظر......

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

دارالعلوم حقانیہ کی جامع مسجد میں حضرت مفتی صاحب قدس سرہ امامت کے فرائض انجام دیتے تھے' حضرت صدر صاحبؒ اقامت سے چار پانچ منٹ پہلے حاضر ہو کر صف میں تشریف فرما ہو جاتے' اگر کہیں اقامت کا وقت پورا ہو جاتا اور حضرت صدر صاحب موجود نہ ہوتے۔ تو حضرت مفتی صاحبؒ اقامت کرنے والے کو فرماتے کہ ایک دو منٹ صبر کریں' ابھی حضرت صدر صاحبؒ تشریف نہیں لائے ہیں جب انہیں معلوم ہو جاتا کہ حضرت صدر صاحبؒ بیماری یا عذر کی وجہ سے مسجد تشریف نہیں لاتے۔ تو اس کے بعد نماز شروع کراتے۔

جمعرات کے دن جب یہ دونوں نورانی صفت حضرات گاؤں کو اکٹھے جاتے یا پھر ہفتہ کو صبح سویرے باہم تشریف لاتے تو ان کے باہمی محبت و مودت اور رشتہ و تعلق پر دیکھنے والے رشک کیا کرتے اور قران السعدین کا یہ حسین منظر ہر کسی کو اپنی طرف متوجہ کرتا۔ اس قسم کے مناظر اور مظاہر آج کل بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔

وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃ من الدھر حتیٰ قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی و مالکاً لطول اجتماع لم نبت لیلۃ معا

(مدتوں ہم لوگ جذیمہ کے ندیموں کی طرح رہے یہاں تک کہ یہ کہا گیا کہ یہ لوگ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے۔ اور جب ہم بچھڑ گئے تو طول مصاحبت کے باوجود ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے اور مالک نے ایک رات بھی اکٹھے بسر نہیں کی)

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار گل چین بہار تو ز داماں گلہ دارد

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شوال کے ۶ روزوں کے بارہ میں لاعلمی یا تجاہل عارفانہ

ماہ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ کو مدرسہ احسن العلوم کراچی سے شائع ہونے والا ماہنامہ ''الاحسن'' موصول ہوا۔ جس میں مولوی محمد ہمایوں مغل صاحب کا مضمون بنام ''حسن المقال علی دجل صفوۃ الاقوال'' نظر سے گزرا۔ اولاً تو مضمون نگار کے انداز تخاطب جو ایک عالم دین کے قطعاً شایان شان نہ تھا' اسی لئے مضمون کو اہمیت نہ دی۔ مگر بعد میں بعض اہل علم کے اصرار پر مضمون کے بعض مقامات اور خصوصاً جن خود ساختہ اصولوں کے ذریعہ مضمون نگار نے ماہ شوال کے چھ روزوں کے استحباب کا ثابت شدہ حکم کو کراہت، بدعت اور مشتبہات میں داخل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے' پر مختصراً چند سطور لکھنے کا ارادہ کیا۔ تاکہ موصوف کی علمیت اور قوت استدلال علمی حلقوں پر واضح ہو جائے۔ ورنہ شوال کے چھ روزوں کے استحباب کیلئے اس ناچیز کا رسالہ ''صفوۃ الاقوال فی صیام ستۃ من الشوال'' کافی ہے، جسکے بارے میں مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ نے اپنی تقریظ میں لکھا ہے کہ ''میرا حسن ظن ہے کہ اس محنت وجدوجہد کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی طالب علم کو شوال المکرم کے چھ روزوں کے استحباب کے حوالے سے شکوک وشبہات کا الجھاؤ نہیں رہے گا''

(صفوۃ الاقوال ص ۱۲)

مگر بعض حضرات کی عادت وفطرت ہوتی ہے کہ وہ اعتراض پہ اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں چاہے ان کے اعتراض کا کوئی علمی مقام اور وزن ہو یا نہ ہو، مگر اعتراض کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مضمون نگار نے اپنے مضمون میں یہی انداز اختیار کیا ہوا ہے' حالانکہ فروعی مسائل میں اختلاف کا سلسلہ آج سے نہیں بلکہ دور صحابہ سے لیکر آج تک چلا آرہا ہے، مگر کسی نے بھی فروعی مسائل میں اختلاف کرنے والے اپنے مخالف کے بارے میں ایسا انداز تخاطب اختیار نہیں کیا ہے، اگر ایسا انداز تخاطب درست ہوتا اور شریعت مقدسہ میں اسکی گنجائش ہوتی تو مقلدین امام ابوحنیفہؒ اور اسکے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ کے بارے میں اختیار کرتے کہ انہوں نے اسی مسئلے میں اپنے شیخ سے اختلاف کرتے ہوئے ان روزوں کو مسنون قرار دیا ملاحظہ ہو البحر الرائق ۴۵۱/۲ اور متاخرین علماء احناف باوجود امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلدین ہونے کے انہوں نے آپؒ کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ (تفصیل کے لیے صفوۃ الاقوال صفحہ ۳۴ تا ۴۳ ملاحظہ فرمائیں)
مگر مضمون نگار اپنے اس مضمون میں شوال کے چھ روزوں کی مخالفت میں اس حد تک گئے ہیں کہ رسالہ صفوۃ الاقوال کے

صفحہ ۵۳ تا ۱۰۰ پر حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت براء بن عازبؓ، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور حضرت طاؤسؒ سے مروی دس روایات ہیں جنکے بارے میں تفصیلاً انکی سندی بحث ان پر کیئے گئے بعض اعتراضات اور انکے جوابات جو صفوۃ الاقوال میں مذکور ہیں تو وہ دس روایات بھی ان روزوں کے استحباب کے لئے مضمون نگار کے ہاں کافی نہیں۔ ان روایات کو تو مضمون نگار نے یکسر نظر انداز کر کے ان روزوں کو مشتبہات میں شامل کیا چنانچہ لکھتے ہیں

''تو کم از کم یہ روزے مشتبہ تو ہو ہی گئے اور مسلمانوں کی یہ شان نہیں کہ وہ مشتبہات کے پیچھے دوڑیں کیونکہ بمقتضائے حدیث الحلال بین و الحرام بین و بینھما مشتبھات فمن اتقی الشبھات لیکن عجیب بات ہے کہ عام مسلمانوں کا تذکرہ تو چھوڑیئے ہمارے دور کے مولوی بھی مشتبہات کے پیچھے دوڑ رہے ہیں (ملاحظہ الاحسن صفحہ ۳۸ تا ۳۹)

الجواب: حضرت ابوایوب انصاری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ثوبان، حضرت براء بن عازب، ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھم اجمعین اسی طرح علماء شوافع، علماء حنابلہ، امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام ابو یوسفؒ، متاخرین علماء احناف اور ہمارے اسلاف واکابرین جو ان روزوں کو رکھتے تھے اور اُن کو مستحب سمجھتے تھے، کیا یہ سب مشتبہات کے درپے تھے؟ فیا عجباً، مناسب تھا کہ اس قسم کے کلمات کو لکھتے وقت سوچ لیا جاتا تاکہ ان پاک ہستیوں کی شان میں اس قسم کے کلمات نہ لکھے جاتے۔ اس لیے اہل بصیرت فرماتے ہیں کہ پہلے تو لو پھر بولو۔ بہر حال ہر ایک کا اپنا انداز بیان ہوتا ہے۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب۔

مگر فاضل مضمون نگار نے شوال کے چھ روزوں کو مکروہ ثابت کرنے کیلئے جن اصول کا بزعم خود سہارا لیکر ستہ شوال والی روایت کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ تو اولاً ہم موصوف کے اصول کو نمبروار لکھیں گے اور پھر قارئین پر واضح کرینگے کہ کیا اس جال میں خود صیاد تو نہیں آیا؟

مغل صاحب کا پہلا اصل (ضابطہ): موصوف کا پہلے اصل کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنے کیلئے ضروری ہے فقہاء کرام کا اس حدیث پر عمل ہو ملاحظہ ہو (الاحسن صفحہ ۳۶) اور اس اصل کو ثابت کرنے کے لیے موصوف نے امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ اور امام ابوداؤدؒ کا حوالہ دیا ہے۔

الجواب: موصوف کے اس اصل کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو حدیث کی صحت کے لیے صرف فقہاء کرام کا اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ذخیرہ کتب میں یہ اصل نہیں دیکھا گیا معلوم نہیں کہ موصوف نے یہ قانون وضابطہ کہاں سے اخذ کیا ہے؟ انہیں حوالہ دینا چاہیے تھا۔ ہاں ضعیف حدیث کی صحت اور حجیت کے لیے فقہاء کرام اور امت کا تلقی بالقبول کافی ہے (تفصیل کے لیے صفوۃ الاقوال صفحہ ۷۳ ملاحظہ ہو)

ثانیاً: لیکن اگر بالفرض دو منٹ کے لیے موصوف کے اس اصل کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو موصوف کا ذکر کردہ یہ اصل بھی

ستہ شوال کے حدیث کو مخدوش نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ اسی روایت پر فقہاء کرام کا ہی عمل چلا آرہا ہے۔ چنانچہ مضمون نگار نے ۲۰۰ علماء کرام اور فقہاء کرام کے مرتب کردہ کتاب الموسوعة الفقهية کا اہم نوٹ کے عنوان کے تحت جو حوالہ دیا ہے اسی کتاب کی چند عبارات اس لئے پیش کیے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس روایت پر فقہاء کرام کا عمل ہے یا نہیں اور موصوف کا یہ اصل اس روایت کو نا قابل صحت بنانے کیلئے کس حد تک درست ہے۔ چنانچہ ملاحظہ و الموسوعة الفقهية

(۱) ذهب جمهور الفقهاء الى ...... والشافعية والحنابلة و متاخرو الحنفية الى انه يسن صوم ستة ايام من شوال بعد صوم رمضان (الموسوعة الفقهية ۹۲/۲۸)

جمہور فقہاء کرام......شافعیہ، حنابلہ اور متاخرین علماء احناف اس بات کی طرف گئے ہیں کہ رمضان کے روزوں کے بعد شوال کے یہ چھ روزے رکھنا سنت ہے۔

(۲) مذهب الشافعية استحباب صومها لكل احد سواء أصام رمضان ام لا (الموسوعة الفقهية ۹۳/۲۸) شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ شوال کے یہ چھ روزے ہر کسی کے لیے مستحب ہے چاہیے اُس نے رمضان کے روزے رکھے ہوں یا نہ۔

(۳) و عند الحنفية تستحب السنة متفرقة كل السبوع يومان (الموسوعة الفقهية ۹۳/۲۸)

اور حنفیہ کے ہاں شوال کے یہ چھ روزے متفرق طور پر کہ ہفتے میں دو دن روزہ رکھے مستحب ہے۔

اسی طرح علامہ قاسم بن قطلو بغاؒ نے لکھا ہے:

(۴) قال العلامه اكمل الدين البابرتي، و ذهب الاكثرون الى علم كراهته عملاً بظاهر الحديث بحواله تحرير الاقوال ۴۲/العناية)

کہ اکثر فقہاء کرام ان روزوں کو ظاہری حدیث پر عمل کرتے ہوئے مکروہ نہیں سمجھتے۔

قال في المغني ان هذا الصوم مستحب عند كثير من اهل اعلم روى ذلك عن كعب الاخبار والشعبي و ميمون بن مهران وبه قال عبدالله بن مبارك والامام الشافعي والا مام احمد ين حنبل واسحاق بن راهويه ومن عددناه من علمائنا (تحرير الاقوال ۴۴)۔

شوال کے یہ چھ روزے اکثر اہل علم کے ہاں مستحب ہیں اور یہ حکم کعب اخبار، امام شعبیؒ، میمون بن مہران سے مروی ہے، اور اسی پر عبداللہ ابن مبارک، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ اور ہمارے علماء میں سے بہت سارے علماء کا فتویٰ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا موصوف کے ہاں مالکیہ، شافعیہ حنابلہ اور متاخرین احناف فقہاء کرام میں داخل ہیں یا نہیں اگر ہیں اور یقیناً ہیں تو موصوف نے حدیث ستہ شوال کی نا قابل حجت ہونے کے لیے جو اصل تحریر کیا ہے وہ اس حدیث پر لاگو نہ

ہوگا اس لیے کہ اس روایت پر فقہاء کرام کا بھی عمل رہا ہے اور اب بھی ہے اسلیے موصوف کے بیان کردہ اصل کے مطابق بھی ستہ شوال والی حدیث صحیح اور قابل حجت ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہیے   ع   لو خود اپنے دام میں صیاد آ گیا

مغل صاحب کا دوسرا اصل (ضابطہ) یہ ہے: مغل صاحب نے شوال کے چھ روزوں کی تردید کے لیے ایک دوسرا اصل ایک اہم اصول کے عنوان سے یہ لکھا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں سنت اور بدعت کے درمیان تعارض آ جائے یا کوئی سنت اہل بدعت کا شعار بن جائے تو اس سنت کو بھی ترک کر دیا جاتا ہے۔ شیخی واستاذی وسندی (مولانا مفتی زرولی خان) نے احسن المقال کے صفحہ ۳۶ پر اس کو ذکر فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو الاحسن' ص ۳۸) اور مزید لکھتے ہیں کہ جب کسی فعل میں تردد واقع ہو جائے اور اس میں بدعت اور سنت کو متعین کرنا ممکن نہ ہو تو اسی صورت میں سنت کو ترک کر کے بدعت کو چھوڑنے پر ترجیح دی جائے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر سنت پر عمل کرنا ضروری نہیں۔ لیکن ہر بدعت سے اجتناب فرائض کے درجے میں سے ہے۔ (الاحسن' ص ۳۹)

الجواب: یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ شوال کے چھ روزے کس طرح بدعت ہیں؟ اور بدعت کی کونسی تعریف ان روزوں پر صادق آتی ہے؟ حدیث پاک میں تو بدعت ہر اس عمل کو کہا گیا ہے جو آنحضرت ﷺ سے ثابت نہ ہو۔ یا آپ ﷺ نے اس عمل کے بارے میں قولاً یا عملاً کچھ نہ فرمایا ہو۔ حالانکہ شوال کے چھ روزوں کے ثبوت کے بارہ میں دس روایات مروی ہیں' پھر بھی ان روزوں کو بدعت کہا جا رہا ہے۔ قارئین خود انصاف کریں۔

اس کے علاوہ یہ روزے سلفاً و خلفاً عملی طور پر ثابت ہیں جن میں حضرات صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی گزشتہ صفحات میں ذکر کئے گئے ہیں' یا جن ائمہ مجتہدین شافعیہ' حنابلہ' مالکیہ' متقدمین و متاخرین علماء احناف اور جن چھ بڑے بڑے دارالافتاء و مفتیان عظام کے فتاویٰ صفوۃ الاقوال کے صفحہ 51 تا 53 پر درج ہیں۔ جن میں دارالعلوم دیوبند' دارالعلوم کراچی' خیر المدارس ملتان' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ قابل ذکر ہیں۔ کیا یہ حضرات اہل بدعہ ہیں؟ جو ان روزوں کو مستحب سمجھتے ہیں اور کیا ان کے شعار بنانے سے ان روزوں کو ترک کیا جائیگا؟ یا جن محدثین نے ان روزوں کے اثبات کے لئے باب باندھ کر ان کے نیچے حدیث ستہ شوال ذکر کی ہے کیا یہ حضرات اہل بدعت میں شمار ہیں؟ اور امت مسلمہ کے کس فقیہ نے ان روزوں کو بدعت کہا ہے؟

مضمون نگار کو کسی معتبر کتاب کا حوالہ دینا چاہیے تھا مگر چونکہ ان روزوں کو بدعت کہنا والا کوئی نہیں علاوہ مضمون نگار اور بقول اس کے شیخ اور استاد کے۔ اس لئے انہوں نے صرف کراہت کا حوالہ دے کر اس سے بدعت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ بدعت ایک قبیح عمل ہے اور اس کا مرتکب جہنمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار (الحدیث)** کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے۔

تو ان روزوں کے استحباب کے قائلین کو بدعت کے مرتکب ہونے کی نسبت کرنا ایک انتہائی جسارت ہے جو صاحب علم کو

زیب نہیں دیتا۔

موصوف نے مذہب حنفی کے حوالہ سے احقر کے رسالے صفوۃ الاقوال کی تردید کے لئے صرف کتابوں سے امام ابوحنیفہؒ کی طرف کراہت کے قول کی نسبت پر زور دیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے ان روزوں کی کراہت مروی ہے۔ اور فلاں فلاں کتاب نے اس قول کو ذکر کیا (ملاحظہ ہو الاحسن، ص ۴۷)

الجواب: مگر کیا یہ ضروری ہے احناف کا مذہب وہ ہوگا اور وہی قول راجح ہوگا جو صاحب مذہب سے مروی ہو، اگر چہ اس مذہب کے اصحاب ترجیح نے صاحب مذہب کے قول کے خلاف دوسرا فتوٰی دیا ہو، اگر یہ جب ضروری ہے اور اسکے خلاف صریح دلائل کی وجہ سے دوسرے قول کو ترجیح دینا ناجائز اور گناہ ہے تو پھر اجرت علی الطاعات میں صاحب مذہب امام ابو حنیفہؒ سے عدم جواز نقل ہے جبکہ متاخرین فقہاء احناف نے جواز کا قول کیا ہے اور متاخرین فقہاء کرام کی ترجیح پر مضمون نگار صاحب کے استاذ اور شیخ مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ بھی فتوٰی دیا کرتے ہیں (ملاحظہ ہو مولانا مفتی محمد زرولی خان مدظلہ کا رسالہ دینی امور پر اجرت لینا جائز ہے) تو کیا یہاں پر مضمون نگار کو صاحب مذہب کی رائے اور قول معلوم نہیں یا کوئی اور مجبوری ہے۔

اسی طرح مفقود الخبر کے مسئلے میں متاخرین علماء احناف نے امام مالکؒ کے مسلک پر فتوٰی دیا ہے (ملاحظہ ہو فتاوی شامی)

اسی طرح بیع سلم کے ایک صورت میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے شافعیہ کے مسلک پر فتوی دیا ہے (ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ۳/۲۱)

اسی طرح گائے، بکری وغیرہ جانور کو نصف پر دینے کے مسئلہ میں حنابلہ کے قول پر فتوٰی ملاحظہ ہو (امداد الفتاویٰ ۳/۳۴۳)

اسی طرح اور بھی مسائل ہیں کہ اکابرین کے فتاویٰ کے خلاف صاحب مذہب کا دوسرا قول مروی ہیں تو جناب مضمون نگار صاحب ان اکابرین اور اپنے شیخ کے فتاویٰ کو بھی دجل کہے گا۔

فقہ حنفی مفتی بہ قول سے عبارت ہے: جبکہ مضمون نگار کا یہ اصول قابل غور ہے کہ فقہ حنفی میں وہی مسئلہ راجح جو صاحب مذہب امام اعظم ابوحنیفہؒ سے منقول ہو اس لئے کہ کتب فقہ میں بے شمار ایسے مسائل درج ہیں اور ان پر فتوٰی بھی دیا جاتا ہے جو صاحب مذہب سے منقول نہیں ہیں بلکہ صاحب مذہب سے ان کے خلاف اقوال منقول ہیں۔ مگر اصحاب ترجیح نے صاحب مذہب کے قول کے علاوہ ان کے تلامذہ کے اقوال پر فتوٰی دیا ہے۔

اس لئے اصول افتاء کی کتابوں میں یہ ضابطہ لکھا ہوا ہے:

ان کان فی المسئلة قولان او روایتان او اکثر وجب الاخذ بمارجحه اصحاب الترجیح (المصباح ۱/۳۵۸)

جب کسی مسئلے میں دو اقوال یا روایات یا اس سے زیادہ اقوال اور روایات ہوں تو اصحاب الترجیح نے جس قول کو راجح قرار دیا ہو اس کو لینا واجب ہے۔ اور علامہ شامی نے لکھا ہے:

(۲) لو صححوا روایة أخری من غیر کتب ظاهر الروایة یتبع ماصححوه ...... ان القاضی المقلد لایجوز له أن یحکم الابما هو ظاهر الروایة لا بالروایة الشاذة الا أن ینصوا علی أن الفتویٰ علیها (شرح عقود رسم المفتی ۲۵)

کہ اگر اصحاب ترجیح نے اُس روایت کی تصحیح کی ہو جو کتب ظاہر الروایۃ کے علاوہ دوسری کتابوں میں موجود ہو تو مفتی کے لئے ضروری ہے کہ اس روایت کی پیروی کرے (اس پر فتویٰ دے) جس کو اصحاب ترجیح نے صحیح کہا ہو...... بیشک مقلد قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف اس قول کے مطابق فیصلہ کرے جس کے بارے میں اصحاب ترجیح نے کہا ہو کہ فتویٰ اسی پر ہے۔ نہ صرف ظاہر الروایۃ پر فیصلہ کرے اور نہ روایت شاذہ پر۔ لہذا کتب فقہ میں اگرچہ امام ابوحنیفہؒ سے ان چھ روزوں کے بارے میں کراہت کا قول مروی ہے مگر اصحاب ترجیح نے امام صاحب کے قول کے خلاف استحباب کے قول کو ترجیح دی ہے اور اس کو مفتی بہ قرار دیا ہے چنانچہ چند عبارات پیش کئے جاتے ہیں

علامہ قاضی خان کی ترجیح:

علامہ فخر الدین المعروف بقاضی خان جس کو علامہ ابن کمال پاشاؒ نے فقہا کے طبقہ ثالثہ (طبقہ المجتہدین فی المسائل) میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (شرح عقود رسم المفتی ۴۵)

آپ نے اگرچہ یکرہ والا جزئیہ اپنی کتاب فتاویٰ قاضی خان میں درج کیا ہے جس کا حوالہ صاحب مضمون نے الاحسن کے صفحہ ۴۶ پر دیا ہے مگر فتاوی قاضی خان کے اسی صفحہ پر علامہ صاحب نے ترجیح استحباب کو دی ہے والمختار أن لایکره ویستحب الامساک (فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیة ۱ / ۲۰۶)

فتاویٰ ھندیہ کی ترجیح:

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں بھی اگرچہ کراہت کا قول موجود ہے مگر ترجیح عدم کراہت کو ہے ملاحظہ ہو والاصح انه لاباس به کذا فی محیط السرخسی وتستحب السنة متفرقة کل السبوع یومان کذا فی لظهیریة (فتاویٰ هندیة ۱ / ۲۰۱) اصح یہ کہ بیشک یہ روزے مستحب ہیں جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے اور یہ چھ روزے متفرق طور پر ہر ہفتے میں دو روزے رکھنا مستحب ہے جیسا کہ ظہیریۃ میں ہے

شمس الائمہ کی ترجیح:

اسی طرح فتاوی تاتارخانیہ میں اگرچہ امام صاحب کی طرف منسوب قول کراہت درج ہے جس کا حوالہ الاحسن کے صفحہ ۴۶ پر درج ہے۔ مگر فتاویٰ تاتارخانیہ کے اسی صفحہ پر شمس الائمہ الحلوائی کے حوالہ استحباب کے قول کو ترجیح دی گئی ہے۔

أن الکراهة فی المتصل برمضان اما اذا اکل بعد العید ایاماً ثم صام لایکره بل یستحب (فتاوی

تاتار خانیة ۲/۳۸۲) بیشک کراہت ان روزوں میں ہے جو رمضان کے ساتھ متصل رکھیں جائیں البتہ عید کے بعد کچھ دن کھائے پیئے اور پھر شوال کے روزے رکھے تو پھر مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہیں۔

شمس الائمہ الحلوائیؒ کا مقام: علامہ ابن کمال پاشانے آپ کو طبقۃ المجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (شرح عقود رسم المفتی ۴۶، دار الکتاب کراچی)

اور یہی عام متاخرین علماء احناف کا مذہب ہے، چنانچہ فتاویٰ تاتار خانیہ کے اسی صفحہ پر لکھا ہے

و عامة المتاخرینؒ لم یروا به بأساً (فتاوی تاتار خانیه ۲/۳۸۸)

عامہ متاخرین نے ان روزوں کو مستحب سمجھتے ہیں۔

اسی طرح مضمون نگار نے کراہت کے لئے الاحسن میں البحر الرائق کا جو حوالہ دیا ہے لیکن اگر صاحب مضمون تھوڑی سی تکلیف کر کے دوسری سطر میں دیکھتے تو لکن عامة المتاخرین لم یروا به باسا کی عبارت دیکھ لیتے اور پھر تھوڑی سی اور تکلیف کرتے ہوئے البحر الرائق کا حاشیہ مطالعہ فرماتے تو علامہ ابن عابدین کی ترجیح بھی نظر آ جاتی۔ چنانچہ البحر الرائق کے اس صفحہ پر علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں

لکن عامة المتاخرین لم یروایه باساً فلسرد عبارتهم العلامة قاسم فی فتاواه ورد قول من صحح الکراهة (منحه الخالق حاشیه البحر الرائق ۲/۴۵۱)

صاحب ھدایة کی ترجیح: صاحب علامہ برہان الدین المرغینانیؒ نے بھی استحباب کو ترجیح دی ہے:

والمختار أن الکراهة انما کانت لانه لا یامن من ان یعد ذلک من رمضان فیکون تشبهاً بالنصاریٰ والان زال هذا المعنی (التجنیس والمزید ج۲ ۴۱۲.۴۱۳)

صاحب ھدایة کا مقام: علامہ ابن کمال پاشانے آپ کو طبقہ اصحاب الترجیح میں شمار کیا ہے (ملاحظہ ہو شرح عقود رسم المفتی ۴۸)

ابواللیث سمرقندیؒ کی ترجیح: منهم من کرهه و المختار هنه لاباس به لان الکراهة إنما کانت لأنه لایؤمن عن أن یعد ذلک من رمضان فیکون تشبها بالنصاری والان فلذال هلا المعنی (فتاوی نوازل)

اسی طرح التجنیس کے حاشیہ میں ان روزوں کے بارے میں مذکور ہے

بل مستحب وسنة وأشار ابی هذا فی الظهیریة والبحر الرائق والمحیط السرخسی وغیرها من کتب اصحابنا (حاشیه التجنیس والنرید ۲/۴۱۳)

بلکہ یہ روزے مستحب اور سنت ہیں اور اسی کی طرف ظہیریۃ البحر الرائق، محیط سرخسی اور ہمارے اصحاب کے دوسری کتابوں میں اشارہ ہوا ہے۔ اس لئے ایک حنفی مفتی صاحب کو اس مسئلہ میں اصحاب ترجیح کی تصحیح کے مطابق فتویٰ دینا چاہیے اور یہی اس وقت مذہب حنفی ہے۔ (جاری ہے)

مولانا محمد رحیم حقانی
سابق ایڈوائزر وزیر اعلیٰ ہاؤس پختونخوا

اسلامی معاشرے میں تعلیمی وعلمی اداروں کی تاریخ

دنیا آج جس نوعیت کے تعلیمی و عالمی اداروں سے واقف ہے اور آج علم کے فروغ اور اسکی حفاظت کے لئے جو اہتمام کیا جاتا ہے، اسلامی معاشرہ میں یہ ادارے شروع ہی سے موجود رہے ہیں اور اس میں بہتر انداز سے علم کے تحفظ کا خیال رکھا جاتا تھا۔

تعلیمی اور علمی اداروں سے مراد ایسے ادارے ہیں جہاں تعلیم اور علم کے حصول کا انتظام ہو۔یعنی ایسی جگہ جہاں تعلیم دی جارہی ہو یا جہاں سے علم حاصل ہو سکے۔سکول یا مدرسہ ایک تعلیمی ادارہ ہے۔اسی طرح جب ہم مسجد میں سیکھنے سکھانے کا کوئی عمل کرتے ہیں تو وہ بھی ایک تعلیمی ادارہ بن جاتا ہے۔لائبریری بھی ایک علمی ادارہ ہے۔کیونکہ وہ بھی فروغ علم کا کام کرتی ہے۔بعض تعلیمی ادارے رسمی ہوتے ہیں اور بعض غیر رسمی۔مثال کے طور پر ماں کی گود یا مسجد، دونوں جگہ سے آدمی بہت کچھ سیکھتا ہے لیکن یہ تعلیم کے غیر رسمی ادارے ہیں۔اگر کوئی فرد اپنی جگہ درس وتدریس کا کام کرتا ہے تو وہ بھی دراصل ایک غیر رسمی ادارہ قائم کئے ہوئے ہے۔دوسری طرف ہم سکول، کالج اور مدرسے میں بھی سیکھتے ہیں لیکن یہ تعلیم کے رسمی ادارے ہیں۔اگر کوئی فرد اپنی جگہ درس وتدریس کا کام کرتا ہے تو وہ بھی دراصل ایک غیر رسمی ادارہ قائم کئے ہوئے ہے۔کسی معاشرے میں علم کے فروغ کی یہ علامت ہے کہ وہاں تعلیم کے رسمی اور غیر رسمی ادارے بڑی تعداد میں موجود ہوں۔جیسے یونان میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح کے سینکڑوں ادارے تھے یا پھر اسلامی تاریخ کے ابتدائی ادوار میں اس نوعیت کے رسمی اور غیر رسمی ادارے موجود تھے۔مسلمان معاشرہ ابتداء ہی سے ایک منظم معاشرہ رہا ہے۔اجتماعی نظام کا قیام اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔مسلمانوں کو شتر بے مہار کی طرح زندگی گذارنے سے منع کیا گیا ہے۔اسلام اس معاملے میں اتنا حساس ہے کہ اس نے تین باہم سفر کرنیوالے مسلمانوں کو بھی یہ ہدایت کی کہ وہ پہلے کسی ایک امیر کا انتخاب کریں اور پھر اسے اپنا رہنما مان کر اپنا سفر طے کریں، اسلام کی اس تعلیم کا اثر تھا کہ مسلمانوں کے اندر نظم وضبط کی روایت نے جنم لیا اور اس وقت جب انسان قبائلی معاشرت میں جی رہا تھا، اسلام نے ایک منظم ریاست کا تصور دیا۔

اسکا باقاعدہ ایک دستور ترتیب دیا اور اسکے تحت ایک ریاست کے مختلف گروہوں کے حقوق وفرائض کا تعین کیا۔

اسلامی ریاست بعد میں جیسے جیسے ارتقا کے عمل سے گذری، ریاست کے تمام شعبے الگ الگ منظم ہونے

لگے اور ہر شخص اپنی افتادِ طبع اور صلاحیت کے مطابق مختلف خدمات سرانجام دینے پر مامور ہوا۔ انہی شعبوں میں ایک شعبہ تعلیم کا بھی ہے۔ تعلیمی اور علمی اداروں میں قرآن مجید کی جس طرح حفاظت کی گئی وہ ایک ناقابل یقین داستان ہے۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

(۱) عرب میں اگرچہ ظہور اسلام سے پہلے لکھنے پڑھنے کی روایت موجود تھی لیکن یہ روایت کچھ ایسی مستحکم نہ تھی۔ ایک روایت کے مطابق جب عرب میں اسلام کا پیغام پھیلا تو قریش میں محض سترہ افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

(۲) بعد میں جب ریاست کی ذمہ داریاں بڑھیں اور مسلمان ہجرت کے بعد مدینہ میں ایک اجتماعی نظام قائم کرنے میں کامیاب ہوئے تو جن فنون کو بہت ترقی ملی، ان میں ایک فن کتابت بھی تھا۔ لوگوں نے اسے شوق سے سیکھا اور پھر حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں اس کے لئے سرکاری سطح پر احکامات جاری کر دیے کہ اس کا سیکھنا لازم ہے۔ تمدن کے ارتقاء اور پھر فروغ تعلیم کے ساتھ اسلام کے خصوصی شغف کے باعث مسلمانوں میں یہ روایت مستحکم ہوئی کہ علم کے فروغ اور حفاظت کے لیے خصوصی اہتمام کیا جائے۔

دینی مدارس کا قیام:

غیر رسمی طور پر ہم مسجد نبوی کو پہلا مدرسہ قرار دے سکتے ہیں۔ جہاں اصحاب صفہ دین سیکھتے سکھاتے تھے۔ بعد میں مختلف علماء دین جن میں جید صحابہ، تابعین اور تبع تابعین شامل ہیں۔ نے اپنے اپنے حلقہ ہائے درس قائم کئے۔ تاہم جسے آج کی اصطلاح میں سکول، مدرسہ یا دارالعلوم کہا جاتا ہے۔ اس کی نشان وہی نظام الملک (م 485ھ) کے دور میں ہوئی ہے۔ اس نے بغداد و نیشاپور اور بہت سے دوسرے شہروں میں عالی شان مدرسے تعمیر کروائے۔ اس باب میں سلطان نورالدین زنگی کا بھی خصوصی ذکر کیا جاتا ہے۔ اس نے سب سے پہلے دمشق میں مدرسے قائم کئے اور مرتے دم تک اس کام میں مصروف رہا۔ تاریخ کی کتابوں میں ان عالیشان مدرسوں کی تفصیلات ملتی ہیں۔ جو نورالدین نے قائم کئے۔ مثال کے طور پر صرف دمشق میں چھ اور حلب میں چار اعلیٰ تعلیمی درسگاہیں تعمیر کی گئیں۔

(۳) ایوبیوں نے اپنے عہد اقتدار میں مصر میں تعلیمی اداروں کا جال پھیلا دیا۔ اس کے علاوہ بیت المقدس اور دمشق میں بھی بہت سے مصروف کالج اور تعلیمی ادارے قائم کئے۔ اس دور میں لوگوں نے انفرادی طور پر ادارے بنائے۔ ان میں شہزادے، شہزادیاں اور دوسرے امراء شامل ہیں۔ مثال کے طور پر مصر کے ایک تاجر عبداللہ بن الاسوانی نے ایک کالج ابن الاسومی کے نام سے تعمیر کروایا۔ دمشق کے قاضی القضاۃ شرف الدین بن عصرون نے العصرونیہ کے نام سے ایک عظیم درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ اسی دور میں دو میڈیکل کالج بھی قائم ہوئے۔ اس عہد میں علیحدہ میڈیکل کالج کم ہی ہوتے تھے۔ اکثر ہسپتالوں کے ساتھ ہی میڈیکل تربیت کے مراکز ہوتے تھے۔

سوال یہ ہے کہ یہ درسگاہیں کس نوعیت کی تھیں۔ کیا یہ اس طرح کے مدرسے تھے جیسے آج ہم دیکھتے ہیں یا خالصتاً دنیاوی

تعلیم کے ادارے تھے۔ وضاحت کے لئے یہاں ایک ادارے کی تفصیلی حالات کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ دراصل یہ مدرسے کس نوعیت کے تھے۔ نورالدین زنگی نے النوریۃ الکبریٰ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ یہ مدرسہ 563ھ میں قائم ہوا۔ آج بھی اسکے آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کیسا عظیم الشان ادارہ تھا۔ نورالدین کا مقبرہ بھی اسی ادارے میں بنایا گیا۔ اس کے داخلی دروازے پر ایک خوبصورت محراب ہے۔ اس مدرسے میں ایک بڑا ہال ہے جسے دیوان کہتے ہیں اس کا فرش عام فرش سے اونچا ہے۔ جس کے دونوں جانب سیڑھیاں ہیں۔

مسجد مدرسے کا ایک اور ضروری اور اہم حصہ ہے۔ یہ مدرسے کی عمارت کے ایک طرف تعمیر کی گئی ہے تاکہ مدرسہ کے علاوہ باہر کے لوگ بھی اس سے استفادہ کرسکیں۔ مدرسے میں مدرس حضرات کے لئے آرام کے دو کمرے ہیں۔ یہ کمرے آج بھی اس مقصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اس مدرسے میں طلبہ کیلئے آٹھ ہاسٹل تھے۔ خادم مدرسہ کے لئے ایک رہائش گاہ تھی۔ بیت الخلاء تھے۔ ایک بڑا باورچی خانہ تھا۔ اس عمارت میں کھانے پینے کے سامان پر مشتمل ایک بڑا اسٹور بھی تھا۔ اس تفصیل سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ ادارے کس طرز پر تعمیر کئے جاتے تھے یہ محض ایک جھلک ہے ورنہ مدرسہ مستنصریہ یا مدرسہ نظامیہ جیسے بے شمار تعلیمی ادارے قائم تھے۔

جن سے ساری دنیا نے استفادہ کیا۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے عالمی تعلیم کلچر کو متاثر کیسے کیا۔

مشہور تاریخی کتب خانے:

اسلامی معاشرے میں کتب خانوں کی جو روایت تھی اس کی چند جھلکیاں دیکھئے:

۱۔ علی بن یحییٰ بن المنجم نے بغداد کے ایک نواحی گاؤں قفص میں ایک عظیم الشان محل بنایا جس میں ایک بڑا کتب خانہ تھا جسے خزائن الحکمت کے نام سے شہرت حاصل تھی۔ لوگ علم کیلئے دور دور سے اس کتب خانے میں آیا کرتے تھے۔ اگر کوئی وہاں قیام کرنا چاہتا تو علی بن یحییٰ کی طرف سے اس کا بھی اہتمام تھا۔ ایک مشہور طالب العلم جس نے اس سے استفادہ کیا ابو معشر المنجم ہے جس نے سفر کے دوران اس کتب خانے کو دیکھا تو حصول علم کے لئے یہیں رک گیا اور علم نجوم میں بڑا نام پیدا کیا۔

۲۔ ابو قاسم جعفر بن لحملہ بن حمدان الموصلی نے موصل میں ایک دارالعلم قائم کیا۔ اس کیساتھ بھی ایک قیمتی کتبخانہ تھا۔ جہاں تمام علوم کی کتابیں تھیں۔ اس میں ہر شخص کو جانے کی اجازت تھی۔ نادار طلبہ کیلئے وظائف بھی مقرر کئے گئے تھے۔

۳۔ رام ہرمز میں بصرہ کی طرز پر ایک بڑا کتب خانہ تھا۔ یہ ابو علی ابن سوار نے قائم کیا۔ یہاں آنے والے طلبہ کے کھانے کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس قیمتی کتب خانے سے استفادہ کیلئے دور دور سے لوگ آیا کرتے تھے۔

ان کتابوں کو رکھنے کا اہتمام بھی بہت سلیقے سے کیا جاتا تھا۔ کتاب تلاش کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آتی اسی طرح ان کتابوں کی مکمل فہرستیں تیار تھیں۔ ان سے بھی اندازہ ہوتا تھا کہ کتب خانے میں موجود کتب کی جو فہرست مرتب کی گئی تھی

اس میں چھ ہزار کتابوں کے نام درج تھے۔

مورخین نے ان کتب خانوں کی مختلف اقسام بیان کی ہیں جیسے عام کتب خانے، نیم عام نیم خاص کتاب خانے اور خاص کتب خانے وغیرہ۔ عام کتب خانے مسجدوں اور تعلیمی اداروں میں ہوتے تھے اور بہت تھے۔ ان میں بیت الحکمۃ، نجف کا حیدری کتب خانہ، بصرہ میں ابن سوار کا کتب خانہ مشہور تھے۔ نیم عام نیم خاص کتب خانوں میں معتصم باللہ کا کتب خانہ، فاطمی خلفاء کے کتب خانے شامل ہیں۔ یہاں پر ہر کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ خاص کتب خانوں میں الفتح بن خاقان، حنین بن اسحاق، ابن الخشاب وغیرہ کے کتب خانے معروف ہیں۔ خاص کتب خانوں سے مراد اہل علم کے ذاتی کتب خانے تھے۔ اس دور کے نمایاں اہل علم میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کا اپنا کتب خانہ نہ ہو۔

مدرسوں اور کتب خانوں کے علاوہ ہر اہم اور بڑے قصبے میں مشہور اہل علم نے اپنے اپنے حلقہ ہائے درس قائم رکھے تھے زاویہ کے نام سے مختلف صاحبان علم کے ناموں سے موسوم معروف حلقے تھے۔ جن میں امام شافعیؒ سے منسوب زاویہ شافعی بھی تھا۔ امام ابوحنیفہ جیسے لوگوں نے باضابطہ طور پر علمی اکیڈمی کی بنیاد رکھی۔ اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ اس معاشرے میں تعلیم کی عمومی صورت حال اور لوگوں کی شعوری سطح کیا ہوگی۔ علم سے ہمارا تعلق ٹوٹا تو اس کے بعد صرف اثار قدیمہ رہ جاتے ہیں۔

موجودہ صورت حال:

اگر ہم ماضی کی اس تصویر کو سامنے رکھتے ہوئے اور آج کے حالات کو دیکھیں تو ہمیں کوئی مماثلت دکھائی نہیں دیتی۔ آج ہمارے ہاں اگر علم کے ساتھ کوئی رغبت نہیں اور معاشرے میں شرح خواندگی بہت کم ہے تو اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ ہمارے ہاں تعلیم ایک کلچر نہیں بن سکی۔ ہمارے ہاں عوامی سطح پر کتب خانوں یا لائبریوں کا کوئی تصور نہیں اگر کہیں کوئی لائبریری ہے تو وہاں کوئی جانے کا نام نہیں لیتا۔ پھر ہمارے ہاں ان لائبریریوں کے قواعد وضوابط ایسے ہیں کہ کسی کو آسانی سے کتاب دستیاب نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ اگر ہم ان لائبریریوں کے اوقات دیکھیں تو وہ اکثر دن کے ہیں، جب لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف ہوتے ہیں۔ شام کو جب ان کے پاس وقت ہوتا ہے، اس وقت کوئی لائبریری کھلی ہوئی نہیں ملتی۔

اہل علم میں ذاتی کتب خانے قائم کرنے کی روایت بھی اب ویسی نہیں رہی۔ ان کے ہاں خوش ذوق کی کمی اس کا ایک بڑا سبب ہے۔ اس کے علاوہ وسائل بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ آج خوش ذوق اور علم دوست خواتین وحضرات اس بات کی استطاعت نہیں رکھتے کہ وہ حسب ذوق کتابیں خرید سکیں۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں کتابیں بہت مہنگی ہیں۔ مثال کے طور پر جو کتاب بھارت میں پچاس روپے کی ہے وہ پاکستان میں سو روپے سے کم میں نہیں ملتی۔ اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمیں کاغذ درآمد کرنا پڑتا ہے۔ جس سے اسکی

قیمت بڑھ جاتی ہے دوسرے ناجائز منافع خوری کی عادت نے بھی کتاب کو عام آدمی کی دسترس سے بہت دور کردیا ہے۔

اسی طرح ہمارے ہاں علمی مذاکرے واجتماعات کی روایت بھی مستحکم نہ ہوسکی۔ کسی شہر میں ہمیں آج کسی بڑے صاحب علم کا ایسا حلقہ نہیں ملے گا جہاں لوگ جمع ہوسکیں اور اپنی علمی پیاس بجھاسکیں۔ ماضی میں ہمارے ہاں پاکستان میں اس کی دھندلی سی جھلک دکھائی دیتی ہے جب لاہور اور کراچی وغیرہ میں بعض اہل علم نے ہفت روزہ یا ماہانہ علمی مجالس کا اہتمام کیا۔ اب یہ روایت بھی الا ماشاء اللہ ختم ہوگئی ہے۔ دینی مدارس کا جو معاملہ ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ ایک تو وہ خاص مسلک کی تبلیغ کے لئے وقف ہیں دوسرے یہ کہ ان کا عوام الناس کے ساتھ تعلق کمزور ہو چکا ہے۔ وہ لوگوں سے دور ہیں اور لوگ ان سے اس طرح ان مدارس کی عمارتوں اور مساجد سے عوام کوئی استفادہ نہیں کرسکتے۔

ان حالات میں محض چند دن کے لئے مہم چلا کر یا ہفتہ خواندگی منا کر معاشرے میں تعلیم یا شعور کا معیار بہتر بنانا ممکن نہیں۔ ہم اگر اس کی کوشش کریں گے تو بھی شاید وہ اس قدر نتیجہ خیز نہ ہو جس کی ہمیں آج ضرورت ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ملک میں معاشرے میں ایک تعلیمی کلچر پیدا کرنا ناگزیر ہے۔

درحقیقت پاکستان میں آج ایک تعلیمی انقلاب کی ضرورت ہے۔ یہ انقلاب تعلیمی کلچر پیدا کئے بغیر برپا نہیں ہوسکتا۔ مسلم معاشرہ جب علم کے میدان میں عالمی رہنما تھا تو اس کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ اس معاشرے میں تعلیم کوئی نایاب جنس نہیں تھی۔ جس طرح آج کے ترقی یافتہ معاشروں میں ان پڑھ ہونے کا کوئی تصور نہیں۔ آج مغرب میں جگہ جگہ لائبریریاں ہیں۔ کتابوں کے بڑے بڑے سٹور ہیں جہاں آپ کافی پی سکتے ہیں اور بیٹھ کر کتابیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بچوں کیلئے تنظیمیں قائم ہیں جو قومی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف عمر کے بچوں کیلئے تعلیمی سرگرمیاں منظم کرتی ہیں۔ جن میں مطالعاتی دورے اور دوسرے علمی و تعلیمی مشاغل شامل ہیں[1]۔ اس نوعیت کے بہت سی سرگرمیاں مل کر معاشرے میں ایک تبدیلی پیدا کرتی ہیں۔ اور معاشرہ ہر طرف سے گھیر کر ایک فرد کو تعلیم کی طرف لے جاتا ہے۔ ہم بھی یہ کام کر سکتے ہیں اگر ہم اپنے رویے میں ایک تبدیلی پیدا کریں۔ ہم اپنے ذہن کو کھلا رکھیں، دوسروں کی رائے سننے پر آمادہ رہیں اور خود کو ہر وقت تبدیل کرنے کے لئے تیار رہوں۔ یہ مقصد شعوری اور تعلیمی بہتری ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔ ماضی کا مسلم معاشرہ اور آج کا مغربی معاشرہ دونوں ہماری اس سمت میں راہنمائی کررہے ہیں کہ معاشرے میں تعلیم عام کرنے کیلئے ہمہ جہتی کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب حکومت، سول سوسائٹی اور افراد مل کر کسی کام کا عزم کرلیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ مقصد حاصل نہ ہو۔ معاشرے میں تعلیمی کلچر پیدا کرنے کیلئے آج ہمیں اس طرح کی یکجہتی کی ضرورت ہے۔

---

[1] مثال کے طور پر امریکہ میں Childrens International Summer Villages (CISV) کے نام سے ایک تنظیم قائم ہے جو ہر سال دنیا بھر کے بچوں کو تہذیبی اعتبار سے قریب لانے کا اہتمام کرتی ہے۔ اور ان میں دوسرے معاشروں کا شعور پیدا کرتی ہے۔

جناب محمد متین خالد

فرزندانِ اسلام و پاکستان کی حمیت کو سلام

لبرل اور سیکولر طبقہ اشرافیہ میں بھونچال

لفظوں کو محبت و اخلاص کا حسن و جمال بخشنے والے عاشق رسول معروف کالم نگار، ہر دلعزیز ''عالم آن لائن'' مجاہد تحفظ ناموس رسالت، محترم ڈاکٹر عامر لیاقت حسین جنہیں بدنام زمانہ گستاخ رسول سلمان رشدی کے خلاف کالم لکھنے کی پاداش میں وفاقی وزارت سے علیحدہ، قومی اسمبلی سے استعفیٰ اور ایم کیو ایم کی بنیادی رکنیت سے خارج ہونا پڑا۔ سچ گوئی اور اظہار جرأت و بیباکی پر مبنی کالموں کی اشاعت کے بعد ان پر مصائب و تکالیف کے کئی پہاڑ توڑے گئے، مگر وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ ان کے کالم کا ہر لفظ گستاخان رسول کے لیے غازی علم الدین شہیدؒ کا خنجر ثابت ہو رہا ہے

اللہ کرے یہ مرحلہ شوق نہ ہو طے

سترہ سالہ دانیال جس کے ایک انکار نے اسلام آباد کی اشرافیہ کو حیران [illegible] پریشان کر دیا۔ انکار کا یہ واقعہ پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس کے ڈرامہ ہال میں 6 نومبر 2008ء کو پیش آیا، جہاں وفاقی دارالحکومت کے ایک معروف انگریزی میڈیم سکول کی تقریب انعامات جاری تھی، رمضان المبارک کے باعث یہ تقریب صبح دس بجے سے بارہ بجے کے درمیان منعقد کی گئی اور اتوار کا دن ہونے کے باعث ڈرامہ ہال طلبا و طالبات اور اُن کے والدین سے بھرا ہوا تھا، ان والدین میں شہر کے لوگ شامل تھے، اس تقریب پر مغربی ماحول اور مغربی موسیقی غالب تھی...... اس دوران سکول کی طالبات نے جنید جمشید کے ایک پرانے گیت پر رقص پیش کیا، یہ گیت ایک سانولی سلونی کے بارے میں تھا، جو شہر کے لڑکوں کو اپنا دیوانہ بنالیتی ہے، ادھر طالبات نے اس گیت پر دیوانہ وار رقص کیا۔ رقص کے بعد اسٹیج سے او لیول اور اے لیول کے امتحانات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کے نام پکارے جانے لگے، گولڈ میڈل حاصل کرنے والی بعض اسکارف اور برقعے میں ملبوس تھیں، ایک طالب علم ایسا بھی تھا جس کے چہرے پر نئی ڈاڑھی آئی تھی اور جب پرنسپل صاحبہ نے اس کے گلے میں گولڈ میڈل ڈال کر اس کے ساتھ ہاتھ ملانا چاہا تو دبلے پتلے طالب علم نے نظریں جھکا کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ پرنسپل صاحبہ نے پوچھا کہ کیا تم ہاتھ نہیں ملانا چاہتے؟ طالب علم نے نفی میں سر ہلایا اور اسٹیج سے نیچے اتر آیا، پھر دانیال کا نام پکارا گیا، جو اے لیول مکمل کرنے کے بعد ایک امریکی یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہے اور صرف گولڈ میڈل حاصل کرنے اپنے پرانے سکول کی تقریب میں بلایا گیا تھا، وہ گولڈ میڈل وصول کرنے کے

لیے پرنسپل صاحبہ کی طرف نہیں گیا بلکہ ڈائس پر جا کر کھڑا ہوا اور مائیک تھام کر کہنے لگا کہ وہ اپنے اسکول کی انتظامیہ کا بہت شکر گزار ہے کہ اسے گولڈ میڈل کے لیے نامزد کیا گیا، لیکن اسے افسوس ہے کہ اس تقریب میں طالبات نے رمضان المبارک کے تقدس کا خیال نہیں کیا اور واہیات گیت پر رقص کیا، اس نے کہا مسلمانوں کے ملک میں رمضان المبارک کے تقدس کی پامالی کے خلاف بطور احتجاج وہ گولڈ میڈل وصول نہیں کرے گا، یہ کہہ کر وہ اسٹیج سے اتر آیا اور ہال میں ہر بونگ مچ گئی۔

کچھ والدین اور طلبا تالیاں بجا کر دانیال کی حمایت کر رہے تھے اور کچھ چیخیں، گیٹ آؤٹ طالبان، گیٹ آؤٹ طالبان!! ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مخالفین حاوی ہیں، کیونکہ وہ بہت زیادہ شور کر رہے تھے، لیکن یہ کھلبلی وفاقی دارالحکومت کی اشرافیہ میں ایک اور واضح تقسیم کا پتہ دے رہی تھی، یہ تقسیم لبرل عناصر اور بنیاد پرست اسلام پسندوں کے درمیان تھی۔ پرنسپل صاحبہ نے خود مائیک سنبھال کر صورت حال پر قابو پایا اور تھوڑی دیر کے بعد ہوشیاری سے ایک خاتون دانشور کو اسٹیج پر بلایا اور خاتون نے اپنی گرج دار آواز میں دانیال کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا کہ تم نے جو کچھ کیا وہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کی تعلیمات کے خلاف تھا، کیونکہ بانی پاکستان رواداری کے علمبردار تھے۔

پچھلی نشستوں پر براجمان ایک اسکارف والی طلبہ بولی کہ بانی پاکستان نے یہ کب کہا تھا کہ مسلمان بچیاں رمضان میں اپنے والدین کے سامنے سانولی سلونی محبوبہ بن کر ڈانس کریں؟ ایک دفعہ پھر ہال میں غل بلند ہوا اور اس مرتبہ بنیاد پرست حاوی تھے، لہٰذا پرنسپل صاحبہ نے مائیک سنبھالا اور کہا کہ طالبات کے رقص سے اگر کسی کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو وہ معذرت خواہ ہیں، اس واقعے نے اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا، سفارت خانے نے فوری طور پر ایک ماہر تعلیم کی خدمات حاصل کیں اور اسے کہا گیا کہ وہ اسلام آباد کے پانچ معروف انگریزی میڈیم اسکولوں میں اولیول اور اے لیول کے ایک سو طلبا و طالبات سے امریکی پالیسیوں، طالبان اور اسلام کے بارے میں رائے معلوم کریں۔ سروے رپورٹ میں بتایا گیا کہ ایک عام گناہ گار مسلمان بھی شعائر اسلامی کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اُس کے تحفظ کے لیے وہ ہر حد عبور کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

ہارورڈ یونیورسٹی (Harvard University) امریکہ کے ہونہار طالب علم محترم صمد خرم جنہوں نے 18 جون 2008ء کو نیشنل آرٹ گیلری اسلام آباد میں منعقدہ تقریب تقسیم اکیڈمک ایکسیلنٹ ایوارڈ میں مہمانِ خصوصی امریکی سفیر این پیٹرسن (Anne Patterson) سے احتجاجاً ایوارڈ وصول کرنے سے انکار کیا اور اُن سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ امریکہ صدر پرویز مشرف کی حمایت کرتا ہے جو غیر آئینی صدر ہے اور پاکستان کے عدالتی نظام کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔ مزید برآں امریکہ، ڈرون طیاروں کے ذریعے وزیرستان بالخصوص مہمند ایجنسی پر بمباری کر رہا ہے جس سے سینکڑوں معصوم اور بے گناہ افراد شہید ہوتے ہیں، لہٰذا بحیثیت پاکستانی آپ سے ایوارڈ لینا میں اپنی ملی

غیرت کے منافی سمجھتا ہوں۔

پنجاب یونیورسٹی لاء کالج کے سالانہ کانووکیشن کے موقع پر ایل ایل بی کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے محب وطن طالب علم محترم **محمد شاہد** جنہوں نے 11 اکتوبر 2009ء کو مہمانِ خصوصی گورنر پنجاب سلمان تاثیر (چانسلر پنجاب یونیورسٹی) سے احتجاجاً گولڈ میڈل لینے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ اسلام اور پاکستان کے مفادات کے خلاف بیانات دیتے رہتے ہیں۔مزید آپ نے 12 مئی 2008ء کو کراچی کے شرمناک واقعات کی کوئی مذمت نہیں کی، لہٰذا میں آپ سے ایوارڈ لینا اپنے ضمیر کے خلاف سمجھتا ہوں۔

OFP گرلز کالج اسلام آباد کی (اے لیول کے امتحان میں تمام مضامین میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والی) غیور طالبہ محترمہ **اسما وحید** جنہوں نے 22 جنوری 2010ء کو کالج میں امتحانات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات کے اعزاز میں منعقدہ ایک تقریب میں مہمان خصوصی ایم کیو ایم کے مرکزی رہنما اور وفاقی وزیر (سمندر پار پاکستانیز) ڈاکٹر فاروق ستار سے احتجاجاً سرٹیفکیٹ وصول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ کا شمار صدر پرویز مشرف کے قریبی ساتھیوں میں ہوتا ہے۔جس نے کئی بے گناہ پاکستانیوں کو بھاری ڈالروں کے عوض امریکہ کے حوالے کیا۔ان میں ایک ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی شامل ہے۔اس جرم میں آپ بھی برابر کے شریک ہیں، لہٰذا آپ سے ایوارڈ وصول کرنا میں اپنی ہتک محسوس کرتی ہوں۔

دی یونیورسٹی آف فیصل آباد سے ٹیکسٹائل انجینئرنگ میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے، نیک بخت طالب علم محترم صاحبزادہ **عطار رسول مہاروی** جنہوں نے 16 نومبر 2009ء کو یونیورسٹی کے سالانہ کانووکیشن میں مہمان خصوصی گورنر پنجاب سلمان تاثیر سے احتجاجاً براؤنز میڈل وصول کرنے سے انکار کیا اور حقارت سے کہا کہ آپ نہ صرف گستاخانِ رسول کی سرپرستی کرتے ہیں، بلکہ توہین رسالت ایکٹ 295/c کو کالا قانون، اور اسے ختم کرنے کے بیانات بھی جاری کرتے ہیں۔اس طرح آپ بذات خود توہین رسالتؐ کے مرتکب ہوئے ہیں، لہٰذا آپ سے میڈل وصول کرنا میں گناہ سمجھتا ہوں۔

اسلام اور پاکستان کی سرحدوں کے ان سچے محافظوں کو جب میں دیکھتا ہوں تو اقبالؒ کی زبان میں سوچتا ہوں، ایسی چنگاری بھی یارب، اپنی خاکستر میں تھی! ویل ڈن مائی ڈیئرز، ویل ڈن، وی آر آل پراوڈ آف یو!

پوری ملت اسلامیہ آپ کی دینی غیرت وحمیت پر آپ کو اور آپ کے والدین کو سیلوٹ کرتی ہے۔

غیرت ہے بڑی چیز جہاں تگ و دو میں　　　پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

مولانا فرید احمد نعمانی، کراچی

اسرائیل کی شرمناک پسپائی

یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ یہود کا شمار انسانیت کی مبغوض ترین قوموں میں ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی واضح نعمتوں کا انکار، حق کی اتباع سے روگردانی اور انبیاء کرام علیہم السلام جیسی برگزیدہ ہستیوں کے قتل میں ملوث یہ گروہ، آج تک ابدی ذلتوں اور خدائی پھٹکار کا سامنا کر رہا ہے۔ تمام تر مادی، عسکری، اقتصادی اور ابلاغی اسباب و وسائل پر دسترس رکھنے کے باوجود نکبت و ہزیمت اس کے گلے کا ہار بنی ہوئی ہے۔ پچھلے چھ عشروں سے مسلمانوں کے قبلہ اول پر ظالمانہ و جابرانہ تسلط جما کر اہل فلسطین پر جس طرح زمین تنگ کی گئی، وہ اظہر من الشمس ہے۔ پوری دنیا سے دجالی پیروکاروں کو لا لا کر اسرائیل میں بسا گیا، جس کا واحد مقصد شیطانی ریاست کا استحکام اور بدی کے نمائندے دجال اکبر کے خروج کی راہیں ہموار کرنا ہے۔

اس دجالی اور طاغوتی لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنانے میں اگر کوئی چیز رکاوٹ ہے تو وہ مسلمانان قدس کا جذبہ ایمانی اور حمیت اسلامی ہے، جس کی حرارت و تپش سے آج بھی صہیونیت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہے۔ اگرچہ یہودی جارحیت اور دہشت گردی کی منہ زور یلغار نے ساکنان فلسطین کو سخت ترین مشکلات و تکالیف سے دوچار کر رکھا ہے، لیکن مصائب و آلام کے اس بھنور میں بھی فلسطینی مجاہدین استقامت و حریت کا پہاڑ بنے کھڑے ہیں۔ بلاشک و شبہ یہ سرفروش اور جانباز پوری امت مسلمہ کی طرف سے فرض کفایہ کے طور پر، سرزمین انبیا کے تحفظ و سلامتی کی سنہری تاریخ، اپنے لہو کی سرخی سے رقم کر رہے ہیں۔

تازہ ترین اطلاع کے مطابق اسرائیل اپنے فوجی قیدی گیلا د شالیت کی رہائی کے معاملے میں اسلامی تحریک مزاحمت (حماس) کے آگے سرنگوں ہو چکا ہے۔ حماس نے جون 2006ء میں سرحد پر ایک جھڑپ کے دوران مذکورہ فوجی کو یرغمال بنایا تھا۔ جس کے بعد اسرائیل نے متعدد بار غزہ پر وحشیانہ حملے کیے لیکن اسے چھڑانے میں ناکام رہا۔ اس خبر نے فلسطینی مسلمانوں میں جشن کا سا سماں پیدا کر دیا ہے۔ حماس کے سیاسی شعبے کے سربراہ خالد مشعل نے ''وفا الاسریٰ'' نامی معاہدہ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیلی فوجی کی رہائی کے بدلے میں اسرائیلی جیلوں میں موجود تقریباً 5 ہزار فلسطینی قیدیوں میں سے ایک ہزار 27 قیدی رہا کر دیے جائیں گے۔ ان قیدیوں کی رہائی دو مرحلوں میں ہوگی۔ پہلے مرحلے میں 450، اور بقیہ دو ماہ بعد بازیاب ہوں گے۔

دوسری طرف فلسطینی تنظیم "مزاحمتی کمیٹیز" کے ترجمان ابومجاہد کے مطابق اسرائیل اور حماس کے درمیان متذکرہ معاہدے کے تحت صہیونی فوجی کو محفوظ راستے سے غزہ سے مصر لے جایا جائے گا۔ جب صہیونی جیلوں سے پہلے مرحلے میں ساڑھے چار سو پابند سلاسل افراد کو رہا کر دیا جائے گا، تو اس کے ساتھ ہی مجاہدین کے پاس موجود صہیونی قیدی کو بھی مصر کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اور گیلا دشالیت اس وقت تک مصر کی تحویل میں رہے گا جب تک معاہدے کے تحت باقی ماندہ فلسطینی قیدی رہا نہیں کرا لیے جاتے۔ حماس کے پارلیمانی لیڈر ڈاکٹر صلاح الدین بردویل نے بھی معاہدہ کی شفافیت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے: "اسرائیل کی جیلوں میں زیر حراست ایک ایک قیدی فلسطینی قوم کا ہیرو ہے۔ اسرائیل حماس کے ساتھ فلسطینی اسیران کی رہائی کے اس معاہدے کو کسی سازش میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہ بات غلط ہے کہ حماس نے قیدیوں کی ڈیل کے دوران اسرائیلی شرائط کو تسلیم کیا ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو کی درج بالا معاہدہ پر غیر مشروط آمدگی نے شکست و رسوائی کا ایک اور طوق ان کے گلے میں ڈال دیا ہے۔ وہی اسرائیل جس کی ہٹ دھرمی اور کینہ پروری نے پورے عالم عربی کو ایک آتش فشاں بنا رکھا ہے۔ جس کی فوج غزہ پر ممنوعہ ہتھیاروں سے لیس ہو کر بین الاقوامی ضابطوں کو سرعام پامال کر رہی ہے۔ جس کی ظالمانہ قبضہ گیری اور باطنی خباثت نے لاکھوں فلسطینیوں کو ان کے آبائی علاقوں سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ جس کی سنگ دلی اور انسانیت کش فطرت نے غزہ کے لاکھوں باشندوں کو بھوک و پیاس برداشت کرنے پہ مجبور کر رکھا ہے، کتنی ہی معصوم و پاکباز خواتین کو اسرائیلی زندانوں میں قید کر دیا گیا ہے، ہزاروں جاں بلب مریض دواؤں کی عدم دستیابی کی وجہ سے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ جس کی جبلی شقاوت اور فطری گندگی نے مسجد اقصیٰ کی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔

گیلا دشالیت کے بدلے فلسطینی اسیرین کی اسرائیلی عقوبت خانوں سے آزادی، بلاشبہ حماس کے لیے نیک شگون اور امت مسلمہ کے لیے باعث صد مسرت ہے۔ اہل فلسطین کی محبوب و مقبول جماعت "حماس" کی منظم، ٹھوس اور جامع پالیسیوں نے جہاں اسے ساکنان قدس میں تاریخ ساز شہرت و قبولیت بخشی ہے۔ وہاں بیت المقدس کے تحفظ ودفاع اور صہیونی ریشہ دوانیوں سے امت مسلمہ کو باخبر رکھنے میں بھی کلیدی اور مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غزہ جہاں آج حماس کی آئینی و جمہوری حکومت قائم ہے، طاغوتی قوتوں کا خصوصی ہدف بنا ہوا ہے۔ سلام ہے جرأت واستقامت کے ان پتلوں کو جو مالی، اقتصادی اور عسکری بے سروسامانی کے باوجود شیطانی ذریت کے آگے ڈٹے ہوئے ہیں۔ ان جاں گسل حالات وواقعات کے پس منظر میں یہ "خبر" حبس آلود موسم میں اہل ایمان کے لیے باد نسیم کا خوشگوار جھونکا ہے، جس کی ٹھنڈک ان شاء اللہ نوید جاں فزا ثابت ہوگی۔

ادارہ

افکار وتاثرات بنام مدیر

مجموعہ مکاتیب مشاہیر ۔۔۔قدر شناسوں کی نظر میں

بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن جدون

مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب' جامعہ عثمانیہ پشاور

حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب۔ جامعہ قاسم العلوم راولپنڈی

مولانا محمد وہاب منگلوری'

پانچ ضخیم جلدیں۔ مجلد کل صفحات ۲۲۵۰

یہ پانچ جلدیں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب کی تالیف وترتیب توضیح وحواشی کے ساتھ جون ۲۰۱۱ء میں موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے زیر اہتمام منظر عام پر آئی ہیں۔ پہلی جلد مولانا کے والد گرامی استاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے نام مکتوبات کیلئے مخصوص ہے اور اس کے ۷۰۴ صفحات ہیں۔ مکتوب نگاروں کے خطوط حروف تہجی کی ترتیب سے دیئے گئے ہیں اور حواشی میں ان کا مختصر تعارف بھی دیا گیا ہے۔ ہر جلد کے شروع میں مشاہیر کے خطوط کا عکسی نمونہ بھی موجود ہے' جلد دوم کے ۵۱۶' سوم کے ۵۶۸' چہارم کے ۶۵۸ اور پنجم کے ۵۱۲ صفحات ہیں اور مزید تین جلدیں جلد ہی منظر عام پر آرہی ہیں۔ آخری جلد نمبر ۸ ضمیمہ جات' اضافات اور توضیحات پر مشتمل ہے۔ پہلی کے علاوہ باقی تمام جلدیں مشاہیر کے خطوط بنام مولانا سمیع الحق ہیں۔ کتاب کے آغاز میں مولانا موصوف کا ایک وقیع اور نہایت ہی جاندار مقدمہ ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو بچپن ہی سے خطوط کو جمع کرنے کا انتہائی شوق تھا اور یہی وجہ ہے کہ ہزاروں خطوط کا ذخیرہ ان جلدوں میں آگیا ہے۔ ان میں اکابر علماء ومشائخ عظام کے خطوط بھی ہیں اور دیگر مشاہیر کے بھی۔ تحقیقی کام کرنے والوں کیلئے بھی یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے ان بزرگوں میں سے بہت سے وہ ہیں جو اب ہماری اس دنیا میں نہیں ہیں بلکہ اس جہان ابدی میں منتقل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات اس جہان میں بلند کریں اور جنت الفردوس میں جگہ دیں اور جو زندہ ہیں ان کا سایہ رحمت تادیر صحت وسلامتی کیساتھ ہمارے سروں پر قائم رکھیں اور انہیں مزید اخلاص کیساتھ زیادہ سے زیادہ دینی خدمات

کی توفیق بخشیں۔ امین

جس انتہائی محنت، لگن اور خلوص کے ساتھ مولانا نے اس قیمتی اور نادر ذخیرہ کی حفاظت کی اور پھر پہلے ہی مرحلے میں پانچ جلدیں شائع کر کے مارکیٹ میں لے آئے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اس کی بے پایاں عنایت اور توفیق ہی ہے ورنہ یہ کسی فرد واحد کے بس کا کام نہیں۔ مولانا اہل علم وفضل اور ریسرچ سکالروں کے انتہائی شکریہ اور تحسین کے مستحق ہیں اور ان کا یہ کارنامہ ان شاء اللہ حیات عام اور بقائے دوام پائے گا۔ میرے علم کے مطابق برصغیر کے کسی فاضل کے پاس اتنا بڑا ذخیرہ نہیں ہوگا۔ اور باقی تین جلدوں میں جو اور خطوط آئیں گے میرے خیال میں مولانا نہ صرف برصغیر بلکہ پاک و ہند و اسلامی دنیا کے غالباً پہلے فرد ہوں گے جن کے پاس اتنا بڑا اسٹاک موجود رہا ہو اور پھر وہ منظر عام پر بھی آیا ہو بقول متنبی "ان العظام کفوھا العظما" والی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی اس بے مثال علمی خدمت کو اپنے دربار عالی میں قبول فرمائیں اور مزید ایسی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدمات پیش کرنے کی توفیق دیں اور قارئین کرام کو ان سے بھرپور استفادہ کی توفیق بخشیں۔ امین

مجھے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے پوری امید ہے کہ تمام دینی اور عصری تعلیمی ادارے، جامعات اور ملک کی لائبریاں پہلی فرصت میں اس علمی ذخیرہ کو ہاتھوں ہاتھ لے کر خود اور دوسرے شائقین علم کو استفادہ کا موقع فراہم کریں گی۔ اور میرا تجربہ ہے کہ ایسی علمی سوغات کے حصول میں ادنیٰ تاخیر بعض اوقات محرومی کا سبب بن جایا کرتی ہے، اللہ کرے کہ ایسا نہ ہو۔

میری مولانا سے بھی مودبانہ درخواست ہے کہ میڈیا کے ذریعے اس کی رونمائی کا اہتمام کیا جائے تاکہ علم کے قدر دانوں کو اس کی پوری اطلاع ہو جائے اور وہ اس علمی ذخیرہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر سکیں۔ یہ ہمارے اسلاف کی تاریخ بھی ہے اور تذکرہ بھی اور ان میں بڑے گرانمایہ جواہرات بھی ہیں اور نکات بھی، اس مقدس کارواں میں مفسر، محدث، فقیہ، اولیاء اصفیاء سب شامل ہیں اور جو قوم بقول امام ذہبیؒ "اپنے اسلاف کو بھول جاتی ہے مٹ جاتی ہے"

اس ارمغان علمی پر مجھے عربی کے مشہور شاعر جریر کا شعر یاد آ رہا ہے:

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم اذا جمعتنا یا جریر المجامع

بریگیڈیئر ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن جدون

۴۔ اکتوبر ۲۰۱۱ء

محترمی و مکرمی استاذ الاساتذہ جناب حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک دامت برکاتکم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! طالب عافیت باعافیت!

بعد از تسلیم بصد تعظیم و تکریم عرض ہے کہ آنجناب کا والا نامہ اور ارسال کردہ "مشاہیر بنام شیخ الحدیث مولانا

سمیع الحق صاحب'' کی جلد پنجم کا گراں قدر ہدیہ بدست برخوردار اسامہ سمیع موصول ہوا''فجزاکم اللہ عنا و عن اسرتی احسن الجزاء'' یوں تو تقریباً پون صدی پر مشتمل ارباب علم ودانش، مشائخ عظام واکابرین، اہم سیاسی رہنماؤں اور نامور شخصیات کے اہم اور قیمتی مکاتیب کو من وعن محفوظ رکھنے اور اسکے ریکارڈ رکھنے کا اہتمام کارے دارد، جو آپ حضرات جیسے مقتدر اور ذمہ دار محافظین دین کے انتھک جدوجہد اور شبانہ روز کاوشوں اور محنتوں کا مثبت اور معنی خیز نتیجہ ہے۔ یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ علمی میدان میں بعد کے آنے والے اہل فہم ودانش کے لیے دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ کی عظیم خدمات کا ایک معتدبہ حصہ ان مکاتیب کی طباعت اور اس کی اشاعت سے قبل نظروں سے اوجھل تھا۔ آپ حضرات نے ان کے لیے استفادے کے جدید مواقع فراہم کرتے ہوئے ان سربستہ رازوں اور مخفی گوشوں سے آگاہی کا راستہ بھی ہموار فرمایا، جن تک رسائی حاصل کرنے کے لیے آپ کی اس قابل رشک محنت کے علاوہ کوئی دوسری صورت ممکن ہی نہیں تھی، آپ حضرات نے شیخی ومرشدی استاذی المکرم والمحترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی ذاتی زندگی سے وابستہ مادر علمی دارالعلوم حقانیہ ''زادھا اللہ شرفاً و کرامۃً'' کے متعلق ان مخفی رموز واسرار کا ایک حسین مجموعہ امت مسلمہ کے سامنے پیش کرکے گویا علمی عظمت اور امت کی خیر خواہی کے اعتبار سے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی جانشینی کا حق ادا کیا۔

پھر یہ بات بھی مسلمات میں سے ہے کہ جہاں اپنی تحریر یا مراسلہ اور تقریر سے کسی کو مخاطب کرکے بات لکھی یا کہی جاتی ہے، وہاں محرر، مرسل اور مقرر پر مخاطب اور مرسل الیہ کا اثر ضرور ہوتا ہے، چنانچہ آپ حضرات کے ساتھ مکتوبات کے سلسلہ میں جن کا بھی رابطہ ہوا ہے، ان کو آپ کی علمی عظمت، ادبی ذوق اور آپ کی سیاسی وسماجی بصیرت سے ضرور آگاہی ہوگی، اس لیے انہوں نے ضرور اپنے مراسلوں میں ان ہی اہم اُمور کا لحاظ کیا ہوگا، جن کی بدولت یہ عام رسمی خطوط نہیں ہوں گے، بلکہ یہ علمی نکات اور ادبی فوائد کے دُرر اور حکمت وبصیرت کے رموز کا ایک نرالا اور بیش قیمت مجموعہ ہوگا، یوں تو عمومی امت کے لیے بالذات یا بالواسطہ حکم واسرار کے اس مجموعہ سے استفادے کے مواقع ضرور میسر ہوں گے، مگر خصوصی استفادے کے طور پر آپ کی یہ محنت تین طبقوں سے وابستہ لوگوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

چنانچہ اولاً آپ کی عظمت تعلیمی، تدریسی اور تربیتی میدان میں مسلم ہے، اس لیے ان مکاتیب میں تشنگان علوم نبوت کے لیے رہبری ورہنمائی کے سنہرے اصول ہوں گے۔

ثانیاً آپ علمی بصیرت کے علاوہ سیاسی میدان میں سیاست کے خدوخال اور رموز سے باخبر ایک عبقری رہنما اور لیڈر ہیں، اس لیے عالمی سطح پر سیاسی زعماء، لیڈروں اور ہر درجہ کے ارباب اقتدار کی سیاسی ضروریات کی تکمیل اور جا بجا رہنمائی کے لیے بھی یہ مجموعہ دوسرے مراجع وماً خذ کے صف میں ایک اہم کردار کا حامل ہوگا۔

ثالثاً اس سے بھی صرف نظر کرنا مشکل ہے، کہ ایک پختون معاشرے اور ماحول میں پلنے، بڑھنے، پڑھنے، پڑھانے کے

باوجود بھی خداوند کریم نے آپ کو ادب اُردو کے حوالہ سے جن صلاحیتوں سے نوازا ہے ان پر ہندوستانی اور اُردو دان طبقہ بھی حیران ہے، اس لیے آپ کے ادبی مقام و مرتبے کا لحاظ بھی آپ کو لکھے گئے مکاتیب میں ضرور کیا گیا ہوگا، اس لیے ادب اُردو سے واقف حضرات کے لیے بھی یہ مجموعہ ایک بے بدل اور قیمتی سرمایہ ہوگا، گویا یہ کتاب سیاسی و علمی میدان کے علاوہ ادبی حیثیت کی حامل ہوگی۔

آنجناب کا مجھ جیسے نا اہل، سیاہ کار اور ادنیٰ شاگرد کو مشاہیر کی اس فہرست میں جگہ دینا، آپ کی وسعت ظرفی کا بین ثبوت ہے۔ درحقیقت یہ ابتدا سے لے کر اب تک اپنے شاگرد کا اپنے ہاتھوں سے تعلیم اور تربیت کا ایک احساس ہے، اگرچہ ان عظیم شخصیات کی صف میں جگہ پانے کا اپنے آپ کو اہل نہیں سمجھتا مگر اپنے شفیق استاذ و مربی اور عالمی مسلم شخصیت کا مجھ جیسے نا اہل کو اپنا تلمیذ رکھنے اور رہنے کا احساس اپنے لیے باعثِ افتخار اور ذریعہ سرفرازی سمجھتا ہوں، میرے لیے آپ کے شاگردوں کے سلسلے کی ایک کڑی ہونا اور سیدی وسندی شیخ عبدالحق قدس سرہ کے جانشینوں کا خادم ہونا باعث کرامت و شرافت ہے اور یہی میری زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ مادر علمی دارالعلوم حقانیہ "زادھا اللّٰہ شرفاً و کرامۃً" سے وابستگی اور آپ حضرات کے زیرِ سایہ رہنا میں معاشرہ میں اپنے لیے ایک شناخت تصور کرتا ہوں اور الحمدللہ ثم الحمدللہ مجھے اس نسبت پر فخر بھی ہے۔

آپ حضرات کا ہمیشہ میری دارالعلوم والی زندگی میں بھی اور دارالعلوم سے فراق اور بچھڑ جانے کے بعد والی زندگی میں بھی راقم کے ساتھ نوازشات اور کرم نوازی کا معاملہ رہا ہے اور اب بھی اس میں کسی قسم کی کمی محسوس نہیں کرتا، چنانچہ اب بھی آپ حضرات نے مہربانی فرماتے ہوئے مجھے مشاہیر کے مجموعہ جلدوں میں سے جلد پنجم سے نوازا، جو میرے لیے بڑی عزت اور شرافت کا ذریعہ ہے، گویا اس قسم کے روابط سے آپ میری سرپرستی کے حقوق ادا فرما رہے ہیں اس لیے اس نوازش پر آپ کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں۔

ربِ کائنات آپ کے جملہ مساعی بالخصوص "مشاہیر کے مکاتیب" کے مجموعہ پر محنت کو شرفِ قبولیت سے نواز کر ابدی سعادتوں کا ذریعہ بنائے، امین۔

والسلام : مفتی غلام الرحمٰن

جامعہ عثمانیہ پشاور ۵/۱۱/۱۴۳۲ھ

سیدی وسندی و مولانا فضیلۃ الشیخ، شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ وفضلہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عافیت مدام مطلوب۔ معروض ہوں کہ چند روز قبل حضرت مولانا علامہ عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہ نے ایک گراں بہا علمی خذینہ، علم و دانش کا مرقع، پند و نصائح کا طلاطم خیز سمندر اور علم و ادب کے گوہر ہائے ناسفتہ "مشاہیر بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ۔ مشاہیر بنام شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق زید مجدہ"۔ عنایت

فرمائے۔

اس عظیم و جلیل کارنامہ کی انجام دہی پر راقم اثم جناب والا کی خدمت اقدس میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

مکاتیب کے عظیم و ضخیم دفاتر دیکھ کر جناب والا کے ذوقِ سلیم رہے حد مسرت ہوئی۔ آپ کی علم وادب سے گہری وابستگی، اکابر و مشائخ مقتدر علماء و خطباء، نامور فضلاء اور دانشور، سیاسی زعماء اور جلیل القدر قومی رہنماؤں کے مکاتیب و مراسلات کا ادب واحترام تعظیم و تکریم اور تحفیظ انتہائی قابلِ رشک اور لائق تقلید ہے۔ آپ نے بڑی محنت، جاں شانی اور عرق ریزی سے خوش رنگ و خوشنما گلہائے رنگارنگ کا مشک بیز گلدستہ سجایا۔ جس کی روح پرور مہک نے اصحاب علم و دانش کے دل و دماغ کو معطر کر دیا ہے۔ آنجناب نے علم و حکمت کے درہائے ناسفتہ اور گوہر ہائے مکنونہ کو سلک مروارید ی میں سجانے کی لازوال خدمت انجام دی ہے۔ انشاء اللہ اس سے طالبان علم و تحقیق و تدقیق تا ابد مستفید ہوتے رہیں گے، یہ ایک ایسا دین و دانش کا سدا بہار گلشن معرض وجود میں آیا ہے۔ جس کی نکہتوں اور لطافتوں کی توصیف و تحسین کے ڈنکے چہار دانگ عالم میں بجیں گے۔

اللہ جل شانہ آپ کی اس عظیم و جلیل خدمت کو اور آپ کی جملہ دینی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اور ان کے انوار اور فیوضات سے پوری امت مسلمہ کو مالا مال فرمائے اور آپ کو تا دیر سلامت با کرامت رکھے۔

محمد عبد المعبود عفا اللہ عنہ

مصنف تاریخ مکہ تاریخ مدینہ وغیرہ مہتمم جامعہ قاسم العلوم راولپنڈی یکم اکتوبر ۲۰۱۱ء

محترم المقام سیدی واستاذی وشیخی الکریم حضرت مولانا صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس دفعہ بندہ ملاقات کا انتہائی مشتاق تھا کہ آپ صاحبان کی سرپستی، سایہ عاطفت، دائیں، حوصلہ افزائیاں اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتا ہوں۔ تازہ شاہکار مؤتمر المصنفین (مشاہیر) اپنے ساتھ لایا ہوں۔ کتابوں کی دنیا میں یہ انوکھا اضافہ اور ایک عہد و قرن کا حقیقی تاریخی مواد اور سب سے بڑھ کر امت مسلمہ کیلئے یہ پیغام کہ دنیا کے کونے کونے کے علماء کا ربط و تعلق اور دار العلوم حقانیہ کی مرکزیت کا احساس اس مجموعہ مکتوبات سے آشکارا اور مینارہ نور ہے۔

''مشاہیر'' میں میرے اولین استاذ اور آپ کے محبوب دوست مولانا قاضی خیر الامان رحمہ اللہ کے تذکرہ پر بہت خوشی ہوئی نیز آپ کی شخصیات پر جامع اور بھرپور لکھے ہوئے حواشی سے میرے اوپر آپ کی شخصیت کا ادبی گوشہ مزید ابھرا۔ عنقریب ''الحق'' کیلئے میں آپ پر مضمون اور خاندانی تذکرہ کیلئے کچھ مواد فراہم کروں گا۔ نیز آپ کے محبوب استاذ مولانا عبد الغفور شیخ مولوی صاحب پر بھی میں نے کچھ مواد جمع کئے ہیں جس میں بعض مواد کی تصدیق مشاہیر کے بعض مکتوبات سے بھی ہوئی الحمد للہ۔ والسلام: آپ کا تابعدار شاگرد

فقیر محمد وہاب منگلوری حقانی مدیر مجلہ الفرید و مرتب فتاویٰ فریدیہ

جناب شفیق الدین فاروقی

دار العلوم کے شب وروز

آل پارٹیز کانفرنس میں حضرت مولانا مدظلہ کی شرکت: ۲۹ ستمبر ۲۰۱۱ء کو وزیر اعظم ہاؤس اسلام آباد میں امریکی دھمکیوں کے پیش نظر قومی رہنماؤں کی آل پارٹیز کانفرنس بلائی گئی جس میں ملک کے چیدہ چیدہ اہم سیاسی و مذہبی رہنماؤں نے شرکت کی۔ اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے موجودہ حالات اور پاکستان کو درپیش خطرات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اور حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں کے سامنے کلمہ حق کو حسب سابق ببانگ دہل بیان کیا۔ (تفصیلی خطاب ادارتی صفحات میں ملاحظہ کریں)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس: وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس مورخہ ۲۱ ستمبر ۲۰۱۱ء کو زیر صدارت مرکزی صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ دفتر وفاق ملتان میں منعقد ہوا۔ جس میں وفاق کے مرکزی نائب صدر حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے شرکت کی۔ اجلاس میں نصابی کمیٹی کے مجوزہ نصاب تعلیم بنین و بنات اور تجوید کے نصاب پر غور، سالانہ امتحانات کے نتائج، ماہنامہ وفاق کیلئے مجوزہ راہنما اصول و دیگر اہم امور پر رات گئے تک غور و خوض و بعض اہم فیصلے کئے گئے۔

دار العلوم کے مخلصین اور اہم فضلاء کی جدائی: گزشتہ ماہ دار العلوم حقانیہ کے انتہائی اہم مخلصین محبین اور کئی قابل فضلاء انتقال کر گئے۔ ان میں ہری چند کے مولانا عبدالہادی حقانی، مولانا اکرام اللہ جان قاسمی، مولانا حمد اللہ جان اُرمڑ پایان۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید عبدالمالک شاہ حقانی گوجرانوالہ، مولانا حاجی ہدایت اللہ اکبر پورہ، جمعیۃ کے اہم مرکزی رہنماء مولانا عبدالرحمٰن عثمانی تلہ گنگ، مولانا میاں عبدالرحمٰن ہزاروی، خطیب مسجد انارکلی لاہور، مولانا میاں جمیل گل کاکا خیل، خانقاہ کاکا صاحب، مولانا عبیداللہ صاحب ایم پی اے (مولانا عبدالباقیؒ سابق منسٹر اوقاف کے بھائی)، شیخ الحدیث حضرت مولانا سید چراغ الدین شاہ کے صاحبزادے مولانا معراج الدین، دار العلوم کے دار الافتاء کے نائب مفتی مولانا عبدالمنعم کے والد ماجدؒ اور مولانا سیف اللہ حقانی کی اہلیہ شامل ہیں۔ ادارہ ان تمام مرحومین کے پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دار العلوم میں ان کے رفع درجات کیلئے خصوصی دعائیں کی گئیں، قارئین الحق سے بھی ان مخلصین کے رفع درجات کی درخواست کی جاتی ہے۔

خانوادۂ شیخ الحدیث کا نو وارد حقانی پھول: ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز جمعرات اللہ تعالیٰ نے مولانا حامد الحق حقانی (سابق ایم این اے) کو فرزند سے نوازا۔ نو مولود کا نام محمد احمد الحق رکھا گیا۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے پوتے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے پڑپوتے کے ناطے سے خانوادہ حقانی میں ایک نو وارد پھول کے اضافہ سے خوشی اور تبریک کی لہر دوڑ گئی۔

ادارہ

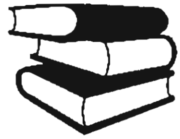

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: التبیان فی الربط بین سورِ القرآن مؤلف: مولانا محمد رئیس

صفحات: 128 قیمت: -/100 روپے

ناشر: صوت القرآن اکیڈمی بغدادہ، مردان

مذکورہ کتاب میں مؤلف موصوف سے پوری محنت سے قرآن مجید کی تمام سورتوں کا باہمی ربط و تعلق مستند و معتمد مراجع کی روشنی میں بڑے دلکش انداز میں جمع کیا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں تعریف قرآن وجہ تسمیہ اسماء القرآن موضوع و مقاصد قرآن مضامین و مخاطبین قرآن شرک کی تعریف اور اقسام قرآن کے مرکزی مضامین توحید اور اس کی اقسام وغیرہ کو بہترین انداز میں بیان کر کے علم تفسیر کا ذوق رکھنے والوں کے لئے انتہائی آسانی پیدا کی۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی اس وقیع تالیف کو شرف پذیرائی عطا فرما کر عوام و خواص کو التبیان فی الربط بین سورِ القرآن سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

کتاب تحفۃ القاری بحل مافی صحیح البخاری (جلد۲) مؤلف: مولانا محمد یوسف مدنی

ضخامت: ۵۰۴ صفحات قیمت: درج نہیں

ناشر: مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵ بہادر آباد کراچی نمبر ۵

اصح الکتب بعد کتاب اللہ کی سعادت جس کتاب کو حاصل ہے وہ صحیح بخاری ہے۔ قدیماً و حدیثاً اسی اہم کتاب کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے ان شروحات میں بعض تو ایسی ہیں جو کہ کئی جلدوں پر مشتمل ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ ابھی تک اس کا حق ادا نہیں ہوا۔ اس لئے ہر دور میں شیوخ و محدثین نے اس کی شروحات و توضیحات پر توجہ دی ہے۔ ہمارے یہاں بنات کے مدارس میں بخاری شریف کا کچھ حصہ طالبات کے لئے شامل نصاب کیا گیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اسی نصاب کے متعلق ہے۔ اس کی پہلی جلد مطبوعہ کتاب الجہاد پر مشتمل ہے اور یہ دوسری جلد کتاب بدء الوحی سے لے کر کتاب الانبیاء تک ہے۔ کتاب الجہاد کی توضیح و تشریح کے متعلق جلد اول کی منظر عام پر آنے سے علمی حلقوں میں اس کی خوب پذیرائی ہوئی اور اہل علم مشائخ و طلبہ و طالبات نے مؤلف کی محنت و

عرق ریزی کو داد تحسین پیش کیا۔ اور اسی نہج پر دوسری جلد میں بھی مؤلف نے انتہائی محنت سے کام لیا ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب نہ صرف طالبات دورۂ حدیث کے لئے اہم ہے بلکہ مشائخ حدیث وطلبہ دورہ حدیث بھی اس سے بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں۔

بقول مؤلف بتوفیق خداوندی حسب سابق شروحات ثلاثہ فتح الباری عینی قسطلانی کے علاوہ فیض الباری لامع حاشیہ سندھی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا قدس اللہ سرہ کی الابواب والتراجم سے مکمل استفادہ کیا ہے بالخصوص آیت من آیات اللہ حضرت العلامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کے علوم ومعارف کو آسان انداز میں نقل کیا ہے جس کا لطف پڑھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے' ومن لم یذق لم یدر۔ بوقت ضرورت دیگر کتب حدیث وتفسیر کی طرف بھی مراجعت رہی۔

مندرجہ بالا اقتباس پڑھنے سے زیر تبصرہ شرح بخاری کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔ کتاب کی چند خصوصیات یہ ہیں۔ معرب متن' سلیس ترجمہ' الفاظ مشکلہ کی توضیح نفس حدیث کے حل پر خصوصی توجہ تراجم بخاری پُرمغز کلام ضروری متعلقہ مسائل وفوائد کی وضاحت کے ساتھ ساتھ دیگر اہم نکات اور اصطلاحی مباحث اس میں موجود ہیں۔ جس نے کتاب کی ثقاہت میں نہ صرف اضافہ کیا ہے بلکہ اس کو بخاری شریف کی اہم شروحات کی صف میں لاکھڑا کیا ہے۔ دیدہ زیب طباعت اور اعلیٰ کاغذ سے مزین یہ علمی اور تحقیقی کتاب مکتبہ خلیلیہ دکان نمبر ۱۹ اسلام کتب مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی اور ملک کے تمام اہم مکتبوں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

تاریخی وعلمی موضوعات پر بلند پایہ تحقیقی کتابیں

مسند امام احمد بن حنبلؒ (۱۴ جلدیں)
عربی متن، احادیث کی تخریج، اردو ترجمہ (-/۵۵۰۰)

احکام القرآن (امام ابوبکر الجصاصؒ)
کلاسیکی ماخذ کا اردو ترجمہ (۶ جلدیں، -/۱۸۰۰)

خطبہ حجۃ الوداع (ڈاکٹر نثار احمد)
تاریخ وسیرت کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ (-/۱۵۰)

دروس سیرت (الدکتور سعید رمضان البوطی)
حکیمانہ دروس، مطالعہ سیرت کا منفرد انداز (-/۳۶۰)

عہد نبوی میں تمدن (ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی)
تمدنی تفصیلات کا جامع معلوماتی مرقع (-/۴۲۵)

عورت عہد رسالت میں (الدکتور عبدالحلیم ابوشقہ)
خواتین کے سماجی مقام وکردار کا مستند مطالعہ (-/۲۷۵)

رحماء بینھمؒ (مولانا محمد نافع) ۴ حصے
خلفاو اہل بیت کے باہمی تعلقات کی تحقیق (-/۷۰۰)

مولانا حسین احمد مدنی کی سیاسی ڈائری
مرتب: ابوسلمان شاہجہانپوری (۸ جلدیں، -/۲۶۰۰)

احتساب قادیانیت (۴۷ جلدیں)
مسلم اہل علم کی تنقیدات کا جامع مجموعہ (-/۵۴۰۰)

امیر عبدالقادر الجزائریؒ (جان ڈبلیو کائزر)
الجزائر کے عظیم مجاہد آزادی کی داستان حیات (-/۲۵۰)

قاموس الفقہ (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)
اردو کی پہلی فقہی انسائیکلوپیڈیا (۵ جلدیں، -/۱۷۰۰)

پاکستان کے دینی مسالک (ثاقب اکبر)
امتیازی مسائل کا تعارف، فہرست تصانیف (-/۳۵۰)

دنیا کی عظیم کتابیں (رابرٹ بی ڈاؤنز) مغرب کی ۱۰۰ سے زائد نمایاں کتب کا تعارف (-/۳۵۰)

مکتبہ امام اہل سنت، شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ (0334-4458256/0306-6426001)

مشاہیر (مکتوبات)

بنام

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ و مولانا سمیع الحق مدظلہ

ترتیب وتالیف توضیح وحواشی
مولانا سمیع الحق

تقریباً پون صدی پر مشتمل اساطین علم ادب، علماء ومحدثین، مشائخ واکابرین امت، نامور اہل قلم شہسواران صحافت، دانشور ومصنفین، سیاسی زعماء حکمران وسلاطین کے مکتوبات نگارشات، تاثرات اور احساسات کا مجموعہ علمی، فقہی، مذہبی مسائل، ملکی تحریکات وبین الاقوامی سیاسی اتار چڑھاؤ اور عالم اسلام کو درپیش بحرانوں کے مدوجذر پر ارباب فکر ودانش کے خیالات وافکار کا ایک بڑا ذخیرہ مولانا سمیع الحق کے قلم سے ادبی تعارفی حواشی اور توضیحات مشاہیر کے خطوط کے عکسی نمونے

مکمل سیٹ 7 جلدوں میں

اکابر برصغیر پاک وہند بشمول بنگلہ دیش کے خطوط (پانچ جلدوں پر مشتمل)

جلداول: ا تا ے بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق" ...... صفحات (۷۰۲)

بنام مولانا سمیع الحق (حسب ذیل چھ جلدیں)

جلددوم: ا ب پ ...... (۵۰۸) ★ جلدسوم: ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ز س ...... صفحات (۵۸۷)

جلدچہارم: ش ص ض ط ظ ع ......صفحات (۶۸۲) ★ جلدپنجم: غ ف ق ک گ ل م ن وہ ے ......صفحات (۵۱۳)

جلدششم: افغانستان (جہادی مشاہیر کے خطوط، جہادی رپورٹیں، شہداء، تحریک طالبان پر مشتمل تفصیلات گویا جہاد افغانستان اور جامعہ حقانیہ مستقل ایک جلد ...... (صفحات ۶۰۰ سے زائد)

جلدہفتم: بیرونی ممالک ایران، عالم عرب، افریقہ، سنٹرل ایشیاء، فارایسٹ، امریکہ اور یورپی ممالک ...... (صفحات ۵۰۰ سے زائد)

نوٹ ...... مکتوب نگاروں کی ترتیب فرق مراتب کا لحاظ کئے بغیر حروف تہجی الف باء تا کے مطابق رکھی گئی ہے

صفحات 4500 سے زائد	قیمت مجموعہ (۷جلد) **3500** روپے	رعایتی قیمت: **1800** روپے

شائع کردہ: مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پاکستان

گلے میں ہو خراش، آئے ورم یا آواز بیٹھ جائے

ہمدرد

شربت
ٹوت سیاہ

سردی آتے اور جاتے وقت گلے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے ایسے میں

گلے میں خراش، ورم آنے یا، آواز بیٹھ جانے

کی شکایات عام ہوتی ہیں۔ ہمدرد شربت توت سیاہ کی چند خوراکیں گلے کی ان شکایات کا فوری خاتمہ کرتی ہیں۔ اب سردی آئے یا جائے۔ آپ کے گلے کو کیا گلہ۔ کیونکہ آپ کو تو ہے ہمدرد شربت توت سیاہ ملا۔

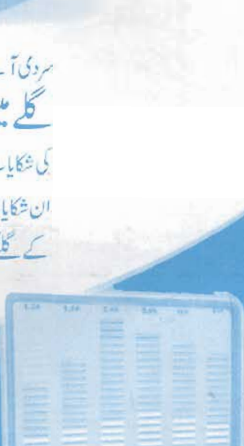

بولو کھُل کھُل کے!

FOCALPOINT

Regd No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن۔ تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام۔
الگ سیکشن برائے نماز خواتین

تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

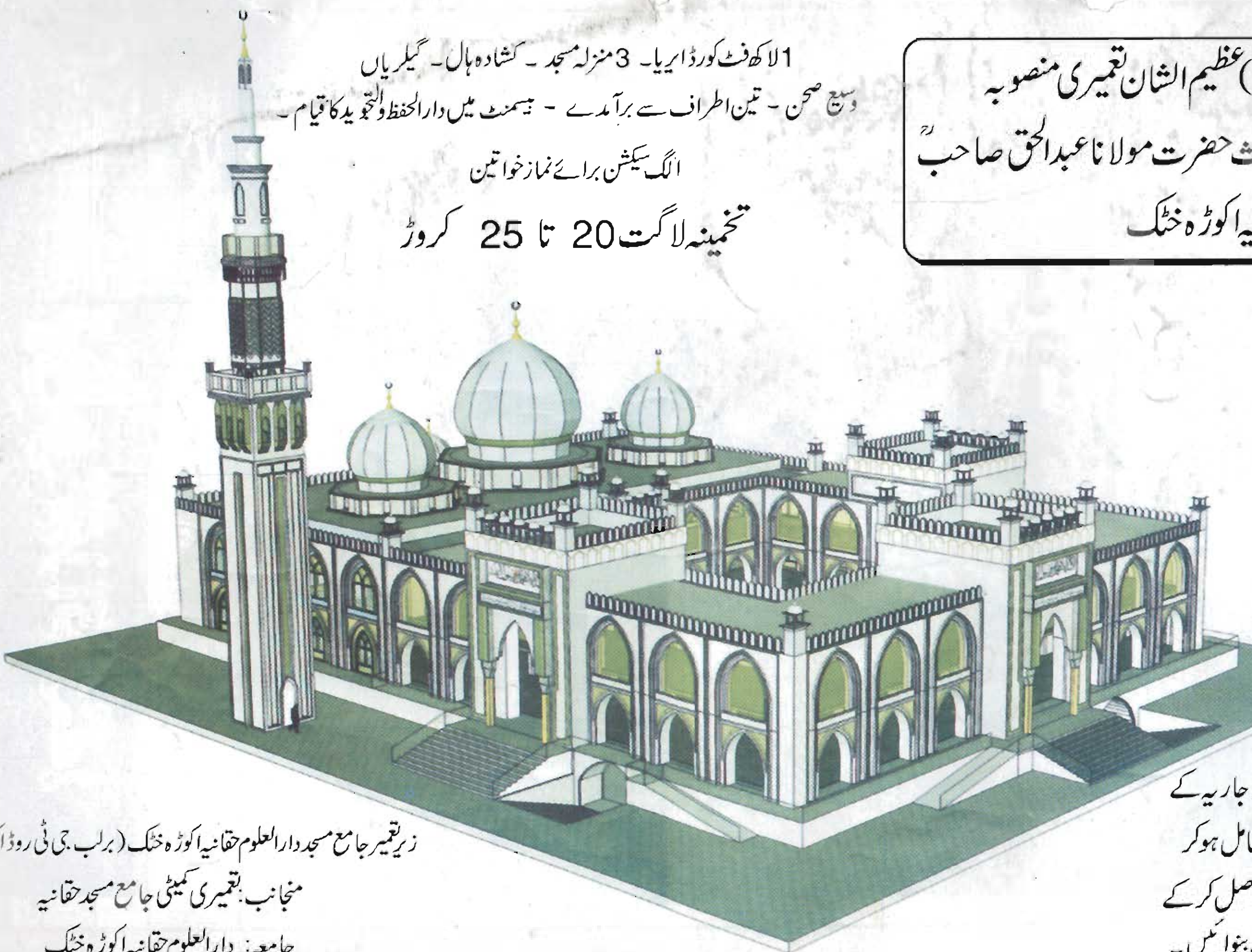

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔